- رحمتِ مصطفےٰ بَر جُملہ انبیاء علیہم السلام 4
- مطالعۂ سیرت کی اہمیت و افادیت موجودہ زمانے میں 18
- رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی معاشی اصلاحات 36
- آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم 42
- رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خواتین پر احسانات 58

7 ستمبر

یومِ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت

2 ستمبر

یومِ دعوتِ اسلامی

گھر کی حفاظت

جو رات کو سوتے وقت آیۃُ الکُرسی پڑھے گا، اللہ پاک اسے، اس کے گھر کو اور اس کے آس پاس کے گھروں کو محفوظ فرمادے گا۔(شعب الایمان،2/458،حدیث:2395)

تمام حاجات پوری ہوں

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن کی ابتدا میں سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کرے گا، اس کی تمام حاجات پوری کردی جائیں گی۔(در منثور،7/38)

ماہنامہ
فیضانِ مدینہ
(دعوتِ اسلامی)

ستمبر 2023ء | جلد: 7 | شمارہ: 9

بفیضانِ نظر: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: سراج الاُمّہ، کاشفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ

- سیرتِ نبوی اور دعوتِ اسلامی 3

قرآن و حدیث
- رحمتِ مصطفےٰ برجُملہ انبیاء علیہم افضل الصلوات والتسلیمات والثناء 4
- مقامِ ولادتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اور اکابرینِ امّت 7
- ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام 10

فیضانِ امیرِ اہلِ سنّت
- عیدمیلادالنبی کے موقع پر ایصالِ ثواب مع دیگر سوالات 14

مضامین
- صحبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی برکتیں 16
- مطالعۂ سیرت کی اہمیت وافادیت موجودہ زمانے میں 18
- رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ذوقِ عبادت 21
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی عافیت اندیشی 25
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا اندازِ اصلاح 29
- شہرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے فضائل وخصائص 33

تاجروں کے لئے
- رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی معاشی اصلاحات 36

بزرگانِ دین کی سیرت
- رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ہم نشینی 39
- آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پیارے صحابہ 42
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے آباء واجداد 47

بچّوں کا ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“
- نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی بچوں پر شفقتیں 51
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے نام وکنیت پانے والے 54

اسلامی بہنوں کا ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“
- رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے خواتین پر احسانات 58
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ازدواجی زندگی 62

اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے!
- دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں 66

مَہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ)

ہیڈ آف ڈیپارٹ: مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر: مولانا ابورجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر: مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش: مولانا جمیل احمد غوری عطاری مدنی

ہدیہ فی شمارہ: سادہ: 100 رنگین: 200
سالانہ ہدیہ مع ترسیلی اخراجات:
سادہ: 2200 رنگین: 3500
ممبر شپ کارڈ (Member Ship Card)
12 شمارے رنگین: 2400 12 شمارے سادہ: 1200
ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ

رنگین شمارہ: 3000 روپے
سادہ شمارہ: 1700 روپے

نوٹ: ممبر شپ کارڈ کے ذریعے پورے پاکستان میں مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے 12 شمارے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے
Call: +922111252692 Ext:9229-9231
Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ایڈریس: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

آراء وتجاویز کے لئے
+922111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923012619734
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

گرافکس ڈیزائنر: یاور احمد انصاری/شاہد علی حسن

https://www.dawateislami.net/magazine
☆ماہنامہ فیضانِ مدینہ اس لنک پر موجود ہے۔

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

سیرتِ نبوی اور دعوتِ اسلامی

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ بہت زیادہ محبّت رکھتے تھے، رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جُدائی ان سے برداشت نہ ہوتی تھی۔ ایک روز رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بہت غمگین تھے، چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: تمہارا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ عرض کی: نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد! بس جب آپ کو نہیں دیکھتا تو شدید گھبراہٹ اور بے چینی ہوتی ہے حتی کہ آپ سے ملاقات کا شرف پالیتا ہوں، پھر جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ آپ کا دیدار نہیں کرسکوں گا کیونکہ آپ انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کے ساتھ اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے، اللہ کے کرم سے میں جنّت میں داخل ہو بھی گیا تو ایسے مقام میں ہوں گا جو آپ کے بلند مرتبہ و مقام کے مقابلے میں ادنیٰ ہوگا اور اگر (اللہ نہ کرے) مجھے جنّت میں داخلہ نہ ملا تو آپ کو کبھی نہیں دیکھ سکوں گا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓىٕكَ رَفِیْقًا (۶۹)﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(تفسیر خازن، پ5، النسآء، تحت الآیۃ:69، 1/400)

محبتِ رسول تکمیلِ ایمان کی سند ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مؤمن نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ، اس کی اولاد، اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری، 1/17، حدیث:15)

انسان جس سے محبت اور عقیدت رکھتا ہے اس کی ذات وصفات، پسند ناپسند، ذہنی اور قلبی کیفیات اور معمولاتِ زندگی وغیرہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے کی کوشش کرتا ہے، اس طرح کی انفارمیشن جمع ہو کر سیرت کی صورت اختیار کرتی ہے، ایک اُمّتی کیلئے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت جاننا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ یہی تو وہ شخصیت ہیں جن کی پیروی کو بہتر قرار دیا گیا ہے، قراٰنِ پاک میں ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (پ21، الاحزاب:21)

سیرتِ نبوی جاننے کے مثبت اثرات ہماری زندگی پر پڑتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی مختلف پلیٹ فارمز مثلاً مدنی چینل، ویب سائٹ، وی لاگز، بلاگز، رسائل اور کتابوں کے ذریعے سیرتِ رسول کے انوار پھیلانے میں مصروف ہے۔ اس عظیم مقصد میں "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" بھی اپنا حصہ ملاتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں سیرتِ مبارکہ کے 150 سے زائد مضامین شائع ہوچکے ہیں۔ ماہِ میلاد ربیعُ الاوّل 1445ھ کے شمارے کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں زیادہ تر مضامین سیرتِ نبوی کے موضوع پر ہیں، اسی لئے آپ کو روٹین کے بعض عنوانات دکھائی نہیں دیں گے۔ رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ مبارکہ پر تفصیلی "سیرت نمبر" بھی مستقبل میں شائع کریں گے، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں شائع ہونے والے سیرتِ نبوی کے مضامین کا ایک مجموعہ بنام "ربیعُ الاوّل کے 153 مضامین" گذشتہ سال دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ پر بھی اپ لوڈ کیا گیا تھا۔ جسے اس کیو آر کوڈ کے ذریعے ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔

ابورجب محمد آصف عطّاری مدنی

18 جولائی 2023ء

مفتی محمد قاسم عطّاری*

علیہم افضل الصلوات والتسلیمات والثناء

رحمتِ مصطفٰے بر جُملہ انبیاء

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ(۱۰۷)﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔ (پ17، الانبیآء:107)

تفسیر: ہمارے آقا و مولا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفٰی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم تمام نبیوں، رسولوں اور فرشتوں علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے رحمت ہیں، جِنّوں اور انسانوں، مومن و کافر، حیوانات و نباتات سب کے لیے رحمت ہیں، لفظ "عٰلَمِیْنَ" میں جتنی چیزیں داخل ہیں، آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اُن سب کے لیے رحمت ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: عالَم ماسوائے اللہ (اللہ کے علاوہ سب) کو کہتے ہیں، جس میں انبیاء و ملائکہ سب داخل ہیں۔ تو لاجَرَم (یعنی لازمی طور پر) حضور پُرنور، سیّد المرسلین صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اُن سب پر رحمت و نعمتِ ربُّ الارباب ہوئے اور وہ سب حضور کی سرکارِ عالی مدار سے بہرہ مند و فیض یاب۔ اِسی لیے اولیائے کاملین و علمائے عاملین تصریحیں فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک، ارض و سماء میں، اُولیٰ و آخرت میں، دین و دنیا میں، روح و جسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی، سب حضور کی بارگاہِ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔

(فتاویٰ رضویہ، رسالہ: تجلی الیقین، 30/141، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اس آیت سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا ساری مخلوق سے افضل ہونا بھی ثابت ہوا، کیونکہ جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں، تو واجب ہوا کہ وہ تمام مخلوق سے افضل ہوں۔ (التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ:253، 2/521)

حضور سید دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم تمام انبیاء کے لیے باعثِ برکت، سببِ رحمت، وسیلۂ قرب اور ذریعہ رضائے الٰہی ہیں:

حضور سید دوعالم، محمد مصطفٰی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم تمام انبیاء علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے باعثِ برکت، سببِ رحمت، وسیلۂ قرب اور ذریعہ رضائے الٰہی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں "میثاقِ انبیاء" میں تمام انبیاء علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کو حضور پُرنور، رحمۃ للعالمین صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا حکم دیا اور انبیاء علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کا یہ ایمان و تائید و خدمت و نصرت یقیناً، ان سب کے لیے رحمت اور قرب و رضائے الٰہی کا عظیم سبب ہے۔ قرآن مجید میں اِس میثاق کو یوں بیان فرمایا: اور یاد کرو جب اللہ نے نبیوں سے وعدہ لیا کہ میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں گا، پھر تمہارے پاس وہ عظمت والا رسول تشریف لائے گا، جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو گا، تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (اللہ نے) فرمایا: (اے انبیاء!) کیا تم نے (اس حکم کا) اقرار کر لیا اور اس (اقرار) پر میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب نے عرض کی، "ہم نے اقرار کر لیا" (اللہ نے) فرمایا، "تو (اب) ایک دوسرے پر (بھی) گواہ بن جاؤ اور میں خود (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی اس اقرار کے بعد روگردانی کرے گا تو وہی لوگ نافرمان ہوں گے۔ (پ3، اٰلِ عمرٰن: 81، 82)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر بعد تک جس نبی کو بھی بھیجا، اس سے یہ عہد لیا کہ اگر اس کی حیات میں محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم مبعوث ہوگئے تو وہ ضرور ضرور اُن پر ایمان لائیں گے اور ضرور ضرور اُن کی مدد کریں گے، پھر وہ نبی اللہ کے حکم سے اپنی قوم سے بھی یہ عہد لیتے تھے۔(جامع البیان، 6/555، ط:دار التربیۃ والتراث، مکۃ المکرمۃ) اِسی سے ملتی جلتی روایت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے اور میثاقِ انبیاء میں عہدِ الٰہی کے اس مفہوم کی تائید ذیل کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حضور سید الانبیاء صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: بیشک اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے سامنے زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر ان کے لیے کوئی گنجائش نہ ہوتی۔

(مسند احمد، 22/468، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

اور "تفسیر القرآن العظیم" میں ہے: ہمارے آقا و مولا، محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم قیامت تک کے لیے اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، آپ جس زمانہ میں بھی مبعوث ہوتے، آپ ہی سب سے بڑے امام ہوتے اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر آپ کی اطاعت واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی نے سب کی امامت فرمائی اور جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کریں گے اور مقام محمود صرف آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی کی شان کے لائق ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم، 02/59، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تھے وسیلے سب نبی، تم اصلِ مقصودِ ہدیٰ ہو
سب بشارت کی اذاں تھے تم اذاں کا مدعا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے تم مؤخر مبتدا ہو
قربِ حق کی منزلیں تھے تم سفر کا منتہیٰ ہو

محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم تمام نبیوں، فرشتوں کے لیے بارگاہِ الٰہی میں قرب کا وسیلہ ہیں:

محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم تمام نبیوں، فرشتوں کے لیے بارگاہِ الٰہی میں قرب کا وسیلہ ہیں، چنانچہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: وہ مقبول بندے جن کی یہ کافر عبادت کرتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔(پ15، بنی اسرآءیل: 57) سب سے زیادہ مقرب ہستی کو انبیاء اور فرشتے اپنے لیے وسیلہ بناتے ہیں اور بلا شک و شبہ قطعی طور پر ہمارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی سب سے زیادہ مقرب ہیں، لہٰذا وہی سب کے لیے سب سے بڑا وسیلہ ہیں اور رب العالمین کے قرب کا وسیلہ ہونے سے بڑھ کر رحمت کیا ہوگی؟ اور یہ بھی دل و دماغ میں محفوظ رکھیں کہ تمام نبیوں اور جملہ خلائق کے لیے وسیلہ ہونے کا کامل ظہور میدانِ قیامت میں ہوگا، جب تمام انبیاء علیہم السلام، مخلوقِ خدا کو آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ہی طرف بھیجیں گے۔ چنانچہ جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ اِکھٹے ہو کر حضرت سیّدُنا آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ آپ اپنے رَبِّ کریم کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے: میں اِس کے لیے نہیں، لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دامن پکڑو، کیونکہ وہ اللہ پاک کے خلیل (سچے دوست) ہیں تو وہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ بھی فرمائیں گے: میں اِس کے لئے نہیں، لیکن تم حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ اللہ پاک کے کلیم ہیں تو وہ حضرت سیدنا مُوسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ بھی فرمائیں گے: میں اِس کے لئے نہیں لیکن تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں جاؤ کہ وہ روحُ اللہ اور کَلِمَۃُ اللہ ہیں، تو لوگ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ بھی فرمائیں گے: میں اِس کے لیے نہیں ہوں، لیکن تم حضرت سیدنا محمد مُصْطَفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی خدمت میں چلے جاؤ، وہ میرے پاس آئیں گے تو میں فرماؤں گا، کہ میں ہی تو شفاعت کرنے کے لیے ہوں۔ پھر میں اپنے رَبِّ کریم سے اِجازت طَلَب کروں گا، تو مجھے اِجازت ملے گی۔(بخاری، 9/122، ط: دار طوق النجاۃ، بیروت)

سب تمہارے در کے رستے ایک تم راہِ خدا ہو

سب تمہارے آگے شافع تم حضورِ کبریا ہو
سب کی ہے تم تک رسائی بارگہ تک تم رسا ہو

قیامت میں انبیاء علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام پر رحمتِ مصطفےٰ کا دوسرا اظہار:

قیامت میں جب انبیاء علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام بارگاہِ خدا میں پیش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے پیغامِ حق پہنچانے کے متعلق سوال فرمائے گا، تو انبیاء علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کے تبلیغِ حق کے سچے دعوے کی آخری تصدیق، ہمارے آقا، محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی سے مکمل ہوگی۔ چنانچہ بخاری شریف کی حدیث ہے: قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السّلام کو بلایا جائے گا۔ وہ عرض کریں گے: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ۔ اللہ ربُّ العزت فرمائے گا: کیا تم نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ حضرت نوح علیہ السّلام عرض کریں گے کہ میں نے پہنچا دیا تھا۔ پھر ان کی اُمّت سے پوچھا جائے گا، کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہمارے یہاں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السّلام سے فرمائے گا کہ تمہارے حق میں کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ کہیں گے کہ (حضرت) محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ان کی امت میری گواہ ہے، چنانچہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امت، حضرت نوح علیہ السّلام کے حق میں گواہی دے گی کہ انہوں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور رسول کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے کہ امت نے سچی گواہی دی ہے۔ یہی مراد ہے اللہ کے اس ارشاد سے ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ﴾ ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہوں۔

(بخاری، 6/21، ط: دار طوق النجاۃ، بیروت)

نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جملہ انبیاء علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے رحمت ہونے پر مذکورہ بالا کلی دلائل کے علاوہ جزوی دلائل بھی کثیر ہیں جن میں چند واقعات نہایت نمایاں ہیں۔ ایک تو حضرت آدم علیہ السّلام کی توبہ کا واقعہ کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام سے لَغزش واقع ہوئی، تو انہوں نے اللہ کریم کی بارگاہ میں عرض کی: يَا رَبِّ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِيْ یعنی الٰہی! میں تجھے (حضرت) محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ (چنانچہ پھر اسی وسیلے سے حضرت آدم علیہ السّلام کی توبہ قبول ہوئی)۔ (کنز العمال، 11/455، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

علامہ زُرقانی رحمۃُ اللہِ علیہ (وِصال: 1122ھ/1710ء) نے نقل فرمایا ہے کہ حضرت سیّدُنا نوح نَجِیُّ اللہ علٰی نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی کشتی اس مبارک نام کی بدولت جاری ہوئی۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، 4/238، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تیری رحمت سے صَفِیُّ اللہ کا بیڑا پار تھا
تیرے صدقے سے نَجِیُّ اللہ کا بَجْرا تِر گیا

شارحِ بخاری علامہ قَسْطَلّانی رحمۃُ اللہِ علیہ (وِصال: 923ھ/1517ء) نے ایک بزرگ کے یہ دو شعر نقل فرمائے ہیں:

بِهٖ قَدْ اَجَابَ اللّٰهُ آدَمَ
اِذْ دَعَا وَنُجِّیَ فِيْ بَطْنِ السَّفِيْنَةِ نُوْحٌ
وَمَا ضَرَّتِ النَّارُ الْخَلِيْلَ لِنُوْرِهٖ
وَمِنْ اَجْلِهٖ نَالَ الْفِدَاءَ ذَبِيْحٌ

حضور رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے طفیل اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کی دُعا قبول فرمائی اور حضرت نوح علیہ السّلام کو کشتی میں نجات دی گئی اور نورِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکت سے آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو نقصان نہ پہنچایا اور ذَبِیحُ اللہ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے بجائے جنّتی مینڈھے کی قربانی کی گئی۔

(المواھب اللدنیۃ، 3/605، ط: المکتبۃ التوفیقیۃ، مصر)

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیلُ اللہ کو حاجت رسولُ اللہ کی

دعا: اللہ تعالیٰ ہمیں نبی رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رحمتِ کاملہ سے حصہ عطا فرمائے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رحمت والی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مقامِ ولادتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اکابرینِ اُمّت

مولانا ابوحنین عطّاری مَدَنی*

صَدیوں پہلے کائنات میں ایک ایسا بے مثال پھول کھلا کہ جس کی پاکیزہ خوشبو نے زمانے میں پھیلی کُفر و شرک اور ظلم و زیادتی کی بدبو کو ایمان و اسلام اور اَمْن و سلامتی سے تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ اس گُل کی خوشبو صدیاں گزرنے سے کم نہیں بلکہ تیز سے تیز تَر ہوتی چلی جا رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی، وہ بے مثال گُل سیّدہ آمِنہ کے پھول، والدِ سیّدہ بَتُول یعنی ہمارے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عُلَما و صُلحا اور مُحدّثین و مُفسّرین آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارَک ولادت کے وقت اور مہینے کی عظمت و رِفعت کا خطبہ مختلف انداز میں پڑھتے آئے ہیں جیسا کہ تقریباً 750 سال پہلے کے امام حضرت علّامہ زکریّا بن محمد بن محمود قزوِینی رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات: 682ھ) فرماتے ہیں: هُوَ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَتَحَ اللّٰهُ فِيْهِ اَبْوَابَ الْخَيْرَاتِ وَاَبْوَابَ السَّعَادَاتِ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ بِوُجُوْدِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَالثَّانِي عَشَرَ مِنْهُ مَوْلِدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم یعنی (ربیع الاوّل) وہ مبارک مہینا ہے جس میں اللہ پاک نے سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وجودِ مسعود کے صدقے سارے جہان والوں پر بھلائیوں اور سعادتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں، اسی مہینے کی بارہ تاریخ کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت ہوئی۔[1]

کیسی شان والی ہے وہ گھڑی جس میں رسولِ خدا، بے سہاروں کے آسرا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور اس ساعت کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے دُعا کی قبولیت کا وقت بنا دیا جیسا کہ حضرت سیّدُنا شیخ عبدُالعزیز دَبّاغ رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جس مبارک گھڑی میں حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دنیا میں تشریف لائے وہ دُعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ اس ساعَت کی مقبولیت کا وَصف قیامت تک رہے گا۔ اُس گھڑی میں رُوئے زمین کے غوث و قُطب اور دیگر اولیائے کِرام غارِ حرا کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ جس کی دُعا اُن (اولیائے کرام) کی دُعا کے موافِق ہو جائے اللہ پاک اُس کی دعا کو قبول فرماتا اور اس کی ضَرورت پوری کرتا ہے۔ حضرت شیخ عبدُالعزیز

نوٹ: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مقامِ ولادت پر اب ایک لائبریری بنا دی گئی ہے، اس لئے مضمون میں ذکر کردہ آثارِ مقدسہ کی زیارت ممکن نہیں۔

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث
المدینۃ العلمیہ، کراچی

دَبّاغ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے مُریدوں کو اس مبارَک وقت میں قیام کی ترغیب ارشاد فرمایا کرتے تھے۔[2]

اسی لئے عاشقانِ رسول اس رات کو عِبادات و نوافل اور ذِکْر واَذکار میں گزارتے اور صبحِ صادق کے وقت دُعا کا اہتمام کرتے ہیں۔ وہ مکان بڑی برکتوں کا خزینہ ہے کہ جہاں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دنیا میں جلوہ گر ہوئے، اسی لئے عُلَما و مُحَدِّثین یہاں حاضری دیتے اور بَرَکات پاتے ہیں جیسا کہ

مکہ مکرمہ میں یومِ مشہود

تقریباً 826 سال پہلے کے بُزرگ حضرت علّامہ ابُوالحُسین محمد بن احمد جُبیر اُندُلُسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:614ھ) اس مکانِ اَقدس کا ذِکْر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وہ مقدّس جگہ جہاں ایک ایسی سعادت والی بابرکت گھڑی میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت ہوئی جنہیں اللہ کریم نے تمام جہانوں کے لئے رَحْمت بنادیا، اس بابرکت جگہ پر چاندی چڑھائی گئی (یہ جگہ یوں لگتی ہے) جیسے پانی کا چھوٹا سا حَوض ہو جس کی سَطْح چاندی کی ہو۔ اس مٹّی کی کیا بات ہے جسے اللہ پاک نے سب سے پاکیزہ جسم والے خیرُ الْاَنام صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جائے ولادت ہونے کا شرف بخشا۔ یہ مبارک مکان ربیعُ الاوّل میں پیر کے دن کھولا جاتا ہے کیونکہ ربیعُ الاوّل حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وِلادت کا مہینا اور پیر ولادت کا دن ہے، لوگ اس مکان میں برکتیں لینے کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ مکّۂ مکرّمہ میں یہ دن ہمیشہ سے ”یومِ مَشْہود“ ہے، یعنی اس دن لوگ جمع ہوتے ہیں۔

مقامِ ولادت سے حصول برکات

ایک اور مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خاص وہ جگہ جہاں ولادتِ مبارک ہوئی تھی وہ تقریباً تین بالشت کا چھوٹے حوض جیسا چبوترہ ہے اور اس کے درمیان سبز رنگ کا دو تہائی بالشت برابر سنگِ مَرمَر کا ایک ٹکڑا ہے جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہے اور اس چاندی سمیت اس کی لمبائی ایک بالشت ہے۔ ہم نے اس مقدّس جگہ سے اپنے چہرے مَس کئے جو زمین پر پیدا ہونے والی سب سے افضل ذات کی ولادت گاہ بنی اور سب سے اشرف اور پاکیزہ نسل والی ذات سے مَس ہوئی اور ہم نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت گاہ سے برکتیں لے کر نفع حاصل کیا۔[3]

جائے ولادت سے برکتیں پانے والے

اس مبارک مکان سے بہت سے لوگوں نے برکت پائی، عاشقانِ رسول یہاں حاضر ہوتے، اس کا ادب واحترام کرتے، ذِکر و اَذکار کرتے، محفلِ میلاد شریف منعقد کرتے، نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل و کمالات بیان کرتے، خُوب صلوٰۃ وسلام پڑھتے اور اللہ کریم کی رحمتوں کا مشاہدہ بھی کرتے تھے، چنانچہ:

1 چھ سو سال پہلے کے عظیم مُحَدِّث حضرت علّامہ ابنِ ناصرُ الدّین دِمَشْقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:842ھ) فرماتے ہیں: جب میں نے 814ھ میں حج کیا تو اس مسجد میں حاضر ہوا زُرْتُ هٰذَا الْمَكَانَ الشَّرِيْفَ بِحَمْدِ اللهِ تَعَالٰى وَالْمِنَّةِ وَتَبَرَّكْتُ بِهٖ یعنی اَلحمدُلِلّٰہ! میں نے اس مکان شریف کی زیارت کی ہے اور اس سے برکت حاصل کی ہے۔[4]

قاضیِ مکّہ، امیرِ حجاز اور عامۃ النّاس کی مقامِ ولادت پر حاضری

اہلِ مکہ کے میلاد شریف منانے کے بارے میں 400 سال پہلے وصال فرمانے والے عظیم محدث حضرت علّامہ علی بن محمد سلطان المعروف مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:902ھ) نے ارشاد فرمایا: اہلِ مکّہ خیر وبرکت کی کان ہیں۔ وہ سوقُ اللیل میں واقع اس مشہور مقام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جائے ولادت ہے تاکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مقصد کو پالے۔ یہ

لوگ عید (میلاد) کے دن اس اہتمام میں مزید اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نیک یا بد اس اہتمام سے پیچھے رہ جائے۔ خصوصاً امیرِ حجاز بھی خوشی خوشی شرکت کرتے ہیں۔ اور مکہ کے قاضی اور عالم البرہانی الشافعی نے بے شمار زائرین، خدّام اور حاضرین کو کھانا اور مٹھائیاں کھلانے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور وہ (امیرِ حجاز) اپنے گھر میں عوام کے لئے وسیع و عریض دستر خوان بچھاتا ہے، یہ امید کرتے ہوئے کہ آزمائش اور مصیبت ٹل جائے۔ اور اس کے بیٹے جمالی نے بھی خدام اور مسافروں کے حق میں اپنے والد کی اتباع کی ہے۔[5]

جائے ولادت سے دوری، سببِ محرومی

2 شیخُ المُحدّثین حضرت امام عبدُالرّحیم بن حسین عِراقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:806ھ) نقل فرماتے ہیں: خلیفہ ہارونُ الرّشید کی والدہ خَیْزُرَان نے ولادتِ مصطفےٰ والا مکان خرید کر مسجد بنائی، اس سے پہلے جو لوگ اس میں رہتے تھے اُن کا بیان ہے: اللہ پاک کی قسم اس گھر میں ہمیں نہ کوئی مصیبت آئی نہ کسی چیز کی حاجت ہوئی، جب ہم یہاں سے چلے گئے تو ہم پر زمانہ تنگ ہو گیا۔[6]

شارحِ بُخاری حضرت سیّدُنا امام احمد بن محمد قَسْطَلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 923ھ) فرماتے ہیں: ولادتِ باسعادت کے دنوں میں محفلِ میلاد کرنے کے فوائد میں سے تجربہ شدہ فائدہ ہے کہ اس سال امن وامان رہتا ہے۔ اللہ پاک اُس شخص پر رَحمت نازِل فرمائے جس نے ماہِ وِلادَت کی راتوں کو عید بنالیا۔[7]

شاہ ولیُّ اللہ کی مقامِ ولادت پر حاضری اور حصولِ برکات

3 حضرت شاہ وَلِیُّ اللہ مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 1176ھ) فرماتے ہیں: میں مکّۂ معظّمہ میں میلاد شریف کے دن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جائے ولادت پر حاضر تھا، سب لوگ حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرود وسلام پڑھ رہے تھے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کے وقت جو خلافِ عادت چیزیں ظاہر ہوئیں اور بِعْثَت سے قبل جو واقعات رُونُما ہوئے تھے، ان کا ذِکْرِ خیر کر رہے تھے تو میں نے ان اَنوار کو دیکھا جو یکبارگی اس محفل میں ظاہر ہوئے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ انوار میں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھے یا روح کی آنکھوں سے دیکھے! اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بہرحال جو بھی معاملہ ہوا جب میں نے ان انوار و تجلیات میں غور کیا تو پتا چلا کہ یہ اَنوار ان فرشتوں کی طرف سے ظاہر ہو رہے ہیں جو اس طرح کی نورانی اور بابرکت مَحافِل میں شریک ہوتے ہیں اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان فرشتوں سے ظاہر ہونے والے انوار، اللہ کی رحمت کے اَنوار سے مل رہے ہیں۔[8]

مقامِ ولادت پر شمع بردار جلوس کی حاضری

امام محمد بن جارُ اللہ ابنِ ظَہیر رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 986ھ) لکھتے ہیں کہ ہر سال مکّہ شریف میں 12 ربیعُ الاوّل کی رات کو اہلِ مکّہ کا یہ معمول ہے کہ قاضیِ مکہ جو کہ شافعی ہیں، مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جَمِّ غَفِیر کے ساتھ مَوْلِد شریف (مقامِ ولادت) کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں دیگر تینوں مذاہبِ فقہ کے قاضی، اکثر فقہاء، فضلاء اور اہلِ شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔[9]

مکّے میں ان کی جائے ولادت پہ یاخدا
پھر چشمِ اشکبار جمانا نصیب ہو[10]

---

(1) عجائب المخلوقات، ص68 (2) الابریز، 1 / 311 ملخصاً (3) تذکرۃ بالاخبار عن اتفاقات الاسفار، ص 87، 127 ملتقطاً (4) جامع الآثار، 2 / 752 (5) المورد الروی فی مولد النبوی، ص30 (6) المورد الھنی، ص248 (7) مواہب لدنیہ، 1 / 78 (8) فیوض الحرمین، ص26 (9) الجامع اللطیف، ص285 ملخصاً (10) وسائلِ بخشش (مُرمّم)، ص90۔

ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک قراٰنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔[1] یہ آیتِ مبارکہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آخری نبی ہونے پر نصِ قطعی ہے کہ حُضور "خاتَمُ النَّبِیّٖن" ہیں۔ یہ مسلمانوں کا حتمی و قطعی عقیدہ اور ایمان کا بنیادی حصہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں۔ اگر کوئی حُضور خاتم النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخری نبی نہ مانے یا حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آخری نبی ہونے میں ذرہ برابر بھی شک کرے یا طرح طرح تاویلیں نکال کر حُضور خاتم النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کسی اور کو بھی نبی مانے تو وہ کافر و مُرتد ہو کر دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

اس عقیدے کو عقیدۂ ختمِ نبوت کہا جاتا ہے جو کہ قراٰن و حدیث سے ثابت ہے اور اس پر تمام صحابہ و تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، علمائے کاملین و مسلمین کا اجماع و اتفاق ہے، یہ عقیدہ ضروریاتِ دین سے ہے، اس کا نہ ماننے والا یا اس میں ذرہ برابر بھی شک کرنے والا کافر و مُرتد ہے۔

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آخری نبی ہونے کا ذکر کئی روایات میں آیا ہے، آیئے! ان میں سے 33 روایات پڑھئے اور اپنے دلوں میں عقیدۂ ختمِ نبوت پختہ کیجئے:

1 حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بے شک رِسالت اور نبوت ختم ہوچکی ہے، میرے بعد نہ کوئی رسول ہو گا اور نہ کوئی نبی۔[2]

2 حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھے انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی: (۱) مجھے جامع کلمات دیئے گئے (۲) رُعب طاری کر کے میری مدد کی گئی (۳) میرے لئے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا (۴) میرے لئے ساری زمین پاک اور نماز کی جگہ بنادی گئی (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا (۶) مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔[3]

3 نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بنی اسرائیل کا نظامِ حکومت اُن کے اَنبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام چلاتے تھے جب بھی ایک نبی جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔[4]

4 فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: بے شک میری اور مجھ سے پہلے انبیا کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک عمدہ اور خوبصورت عمارت بنائی مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے آس پاس چکر لگاتے اور حیرت کرتے اور کہتے کہ اس نے یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی؟ (اس عمارت کی) وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتَمُ النّبیّٖن ہوں۔ (5)

5 نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: عنقریب میری اُمّت میں 30 جھوٹے پیدا ہوں گے اور سب کے سب نبوت کا (جھوٹا) دعویٰ کریں گے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (6)

6 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بے شک میں سب نبیوں میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے (جسے کسی نبی نے خود تعمیر کیا ہے)۔ (7)

7 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں اللہ پاک کے نزدیک لوحِ محفوظ میں خاتَمُ النّبیّٖن لکھا ہوا تھا اور بے شک (اس وقت) آدم علیہ السّلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ (8)

8 رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں سب سے آخری نبی ہوں اور تم سب سے آخری اُمّت ہو۔ (9)

9 حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: نبوت ختم ہوگئی، اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں۔ عرض کی گئی: بشارتیں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: اچھا خواب کہ انسان خود دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔ (10)

10 حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک میرے مُتعدّد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں اَحمد ہوں، میں مَاحِی ہوں کہ اللہ پاک میرے سبب سے کُفر مٹاتا ہے، میں حَاشِر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عَاقِب ہوں اور عَاقِب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (11)

11 فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: میں محمد ہوں، اُمّی نبی ہوں، میں محمد ہوں، اُمّی نبی ہوں، میں محمد ہوں، اُمّی نبی ہوں، تین بار ارشاد فرمایا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (12)

12 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا فَخْرَ یعنی میں آخری نبی ہوں اور یہ بطورِ فخر نہیں کہتا۔ (13)

13 حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ربِّ کریم کے پاس میرے 10 نام ہیں، حضرت ابو طفیل کہتے ہیں کہ مجھے ان میں سے 8 نام یاد ہیں، محمد، احمد، ابو القاسم، فاتح (یعنی نبوت کا افتتاح کرنے والا)، خاتَم (یعنی نبوت کا اختتام کرنے والا)، عاقِب (یعنی وہ جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے)، حاشِر (یعنی لوگوں کو اکھٹا کرنے ولا)، ماحی (کفر کو مٹانے والا)۔ (14)

14 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میں تخلیق میں سب نبیوں سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔ (15)

15 معراج کی رات رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے سامنے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃً لِّلْعٰلَمِیْن اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنایا، مجھ پر قراٰنِ کریم نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لئے بنائی گئی ہے، اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو اول اور آخر بنایا، اور اُس نے میرا سینہ کھول دیا، میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لئے میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبوت کا سلسلہ) ختم کرنے والا بنایا۔ (16)

16 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے، تم اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو، اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اپنے حُکّام کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنّت میں داخل ہو جاؤ۔ (17)

17 حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: رسولوں میں پہلے آدم ہیں اور ان میں آخری رسول محمد ہیں۔ (18)

18 نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میں احمد ہوں، محمد ہوں، حاشر ہوں، مُقفّی (یعنی سب نبیوں کے بعد مبعوث ہونے والا) ہوں اور خاتم ہوں۔[19]

19 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میرے شانوں کے درمیان وہ مہرِ نبوت ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں پر ہوتی تھی کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول۔[20]

20 حضرت قتادہ رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ آیتِ کریمہ ﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ ....﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح.... سے)[21] پڑھتے تو فرماتے: مجھ سے خیر کی ابتدا کی گئی ہے اور میں بعثت میں سب نبیوں میں آخر ہوں۔[22]

21 حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السّلام کو ہند میں اتارا گیا تو آپ نے گھبراہٹ محسوس کی، حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے نازل ہوکر اذان دی: اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ دوبار، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ دوبار، حضرت آدم علیہ السّلام نے پوچھا: محمد کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے کہا: وہ آپ کی اولاد میں سے آخرُ الانبیاء ہیں۔[23]

22 فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: میری امت میں 27 دجال اور کذاب ہوں گے، ان میں سے 4 عورتیں ہوں گی اور میں خاتمُ النّبیّٖن ہوں میرے بعد کوئی نہیں ہے۔[24]

23 رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میرے رب نے مجھے اپنے قریب کیا حتی کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے سِروں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک کیا، اللہ پاک نے فرمایا: اے میرے حبیب! اے محمد! کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ آپ کو سب نبیوں کا آخر بنایا ہے، میں نے کہا: اے میرے رب! نہیں۔ فرمایا: آپ اپنی امت کو میرا اسلام پہنچا دیں اور ان کو خبر دیں کہ میں نے ان کو آخری بنایا ہے تاکہ میں دوسری امتوں کو ان کے سامنے شرمندہ کروں اور ان کو کسی امت کے سامنے شرمندہ نہ کروں۔[25]

24 حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہُ عنہ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصاف بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دونوں کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوت تھی اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آخری نبی ہیں۔[26]

25 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے غلام حضرت زید کے والد حارِثہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ جب ان کو حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے لینے کے لئے آئے تو حضور نے ان لوگوں سے فرمایا: تم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ اور اس بات کی گواہی دو کہ میں خاتَمُ الانبیاء والرُّسُل ہوں، میں زید کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا، انہوں نے اس پر عذر پیش کیا اور دیناروں کی پیش کش کی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: زید سے پوچھو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اس کو تمہارے ساتھ بلامعاوضہ بھیج دیتا ہوں، حضرت زید نے کہا: میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر نہ اپنے باپ کو ترجیح دوں گا اور نہ اپنی اولاد کو، یہ سُن کر حضرت زید کے والد حارِثہ کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔[27]

26 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عباس رضی اللہُ عنہ سے فرمایا: اللہ پاک آپ پر اس طرح ہجرت ختم فرمائے گا جس طرح مجھ پر نبوت ختم فرمائی ہے۔[28]

27 حضرت عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ نے لوگوں کو عمدہ اور احسن طریقے سے دُرودِ پاک پڑھنے کی ترغیب دلائی تو لوگوں نے آپ رضی اللہُ عنہ سے عرض کیا کہ آپ رضی اللہُ عنہ ہمیں عمدہ دُرودِ پاک سکھا دیجئے۔ حضرت عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ نے فرمایا کہ اس طرح دُرودِ پاک پڑھو: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ، وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ... یعنی اے اللہ! اپنی رحمتیں اور برکتیں رسولوں کے سردار، متقیوں کے

امام اور آخری نبی محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر نازِل فرما جو تیرے بندے اور رسول ہیں...۔[29]

28 حدیثِ شفاعت میں ہے کہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شفاعت کا کہیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس مقام کے لئے نہیں ہوں، محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خاتَمُ النبیّٖن ہیں اور وہ آج یہاں موجود ہیں، ان کے طفیل اللہ نے ان کے گنہگاروں کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہیں۔[30]

29 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے گوہ (چھپکلی کی طرح کا ایک جانور) سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اُس نے کہا: آپ ربُّ الْعٰلَمِین کے رسول ہیں اور خاتَمُ النبیّٖن ہیں۔[31]

30 نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب توریت نازل ہوئی تو انہوں نے اُس میں اِس اُمّت کا ذکر پڑھا، اور اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! میں نے توریت کی تختیوں میں پڑھا ہے کہ ایک اُمّت تمام اُمّتوں کے آخر میں ہوگی اور قیامت کے دن سب پر مقدم ہوگی، اس کو میری اُمّت بنادے، اللہ پاک نے فرمایا: وہ اُمّتِ احمد ہے۔[32]

31 حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات مسجدِ اقصیٰ میں نبیوں نے حضرت جبریل سے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں پوچھا تو حضرت جبریل نے کہا: یہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ خاتَمُ النبیّٖن ہیں۔۔۔ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ اللہ پاک نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے فرمایا: میں نے آپ کو خلیل بنایا، اور توریت میں لکھا ہوا ہے محمد رحمٰن کے حبیب ہیں، میں نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے رسول بناکر بھیجا ہے، اور آپ کی امت کو اوّل اور آخر بنایا، اور میں نے آپ کو تخلیق میں تمام نبیوں سے پہلے بنایا اور دنیا میں سب سے آخر میں بھیجا اور آپ کو نبوت کی ابتدا کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔[33]

32 حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہُ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہُ عنہما کی جب وفات ہوئی تو ان پر جو کپڑا تھا اس کے نیچے سے آواز رہی تھی، لوگوں نے ان کے سینہ اور چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو ان کے منہ سے آواز آرہی تھی کہ محمد اللہ کے رسول اور اُمّی نبی ہیں، خاتَمُ النبیّٖن ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔[34]

33 حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آکر کہیں گے، اے محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ اللہ کریم کے رسول ہیں اور خاتمُ الانبیاء ہیں، اللہ پاک نے آپ کے وسیلے سے آپ کے گنہگاروں کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہیں، اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔[35]

اے ختمِ رسل مکی مدنی کونین میں تم سا کوئی نہیں
اے نورِ مجسم تیرے سوا محبوب خدا کا کوئی نہیں

---

(1)پ22، الاحزاب: 40 (2)ترمذی، 4/121، حدیث: 2279 (3)مسلم، ص210، حدیث:1167 (4)مسلم، ص790، حدیث:4773 (5)بخاری، 2/484، حدیث:3535، مسند احمد، 4/21، حدیث:11067 (6)ترمذی، 4/93، حدیث: 2226 (7)مسلم، ص553، حدیث:3376 (8)مسند احمد، 6/87، حدیث: 17163-ابن حبان، 8/106، حدیث:6370 (9)ابنِ ماجہ، 4/404، حدیث: 4077 (10)معجم کبیر، 3/179، حدیث:3051، بخاری، 4/404، حدیث:6990 (11)بخاری، 2/484، حدیث:3532-ترمذی، 4/382، حدیث:2849 (12)مسند احمد، 11/563، حدیث:6981 (13)سنن دارمی، 1/40، حدیث:49- معجم اوسط، 1/63، حدیث:170 (14)دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص30، حدیث:20 (15)کنز العمال، جز11، 6/205، حدیث:32123 (16)دیکھئے: مسند بزار، 17/7، حدیث: 9518 (17)معجم کبیر، 8/136، حدیث:7617 (18)کنز العمال، جز11، 6/218، حدیث:32266 (19)معجم صغیر، 1/58 (20)مستدرک للحاکم، 3/461، حدیث: 4159 (21)پ21، الاحزاب:7 (22)مصنف ابن ابی شیبہ، 16/490، حدیث: 32421 (23)تاریخ ابنِ عساکر، 7/437 (24)مسند احمد، 9/99، حدیث: 23418 (25)فردوس الاخبار، 2/220، حدیث:5361-تاریخ بغداد، 5/337، رقم:2873 (26)ترمذی، 5/364، حدیث: 3658 (27)دیکھئے: مستدرک للحاکم، 4/225، حدیث:4999 (28)معجم کبیر، 6/154، حدیث:5828 (29)ابنِ ماجہ، 1/489، حدیث:906 (30)مسند احمد، 1/604، حدیث:2546 (31)معجم صغیر، 2/65 (32)دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص33، حدیث:31 (33)دیکھئے: مسند بزار، 17/7، 11، حدیث:9518، مواہب لدنیہ، 2/362 (34)موسوعۃ ابن ابی الدنیا، 6/270، رقم:7 (35)دیکھئے: بخاری، 3/260، حدیث:4712۔

مَدَنی مذاکرے کے سوال جواب
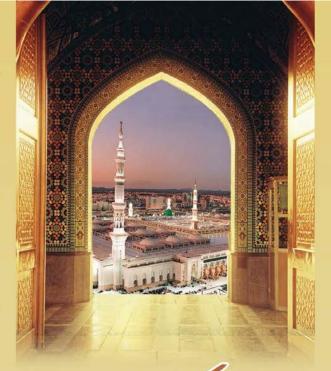
شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّاؔر قادِری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 7 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 میرے بعد کوئی نبی نہیں

سُوال: کیا پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود اپنے آخری نبی ہونے کے بارے میں اِرشاد فرمایا ہے؟

جواب: جی ہاں! بالکل اِرشاد فرمایا ہے، چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِی یعنی میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(ترمذی، 4/93، حدیث: 2226) یاد رہے! پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخری نبی ماننا ”ضروریاتِ دین“ میں سے ہے، (الاشباہ والنظائر، ص161) لہٰذا اگر کوئی شخص سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے میں یا بعد میں کسی کو نبی مانے یا کسی نئے نبی کے آنے کو ممکن مانے وہ کافر ہو جائے گا! ایسے شخص کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے اور اپنا اسلامی نام رکھے جیسے ہمارے دور میں ایک مشہور طبقہ ہے جسے ”قادیانی“ کہتے ہیں، یہ کھلے کافر بلکہ مُرتَد ہیں، یہ لوگ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخری نبی ماننے کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں، یہ مسلمان نہیں اگرچہ مسجدیں بنائیں، اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد اور اپنا نام مسلمانوں والا رکھیں۔ ایسے لوگ جب تک توبہ کر کے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخری نبی تسلیم نہیں کریں گے اور ایمان نہیں لائیں گے اس وقت تک کافر ہی رہیں گے، نیز اگر وہ اسی حال میں مرے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔(قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے مگر آپ نئے نبی نہیں ہیں اور آپ انجیلِ مقدس کی نہیں قراٰنِ کریم کی تعلیم دیں گے۔)

(مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ تراویح، 21 رمضان شریف 1441ھ)

2 اِیصالِ ثواب کے لئے گوشت بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے

سوال: ہم نے عیدِ میلادُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سلسلے میں بکرا ذَبْح کرنے کی نیّت کی تھی، لیکن اب اُس کی ترکیب نہیں بن پا رہی، کیا اُس کی جگہ ہم مُرغی یا بڑے کا گوشت چاول میں ڈال سکتے ہیں؟

جواب: اگر پورا بکرا ذَبْح کرنے کا ذِہن تھا اور ترکیب نہیں بن پا رہی تو مِقدار کم کر کے بکرے کے گوشت ہی کی ترکیب بنالیں، پُوری دیگ کے بجائے پتیلا بنالیں، ایسا کیا جاسکتا ہے۔ خدانخواستہ اگر نیّت بدل گئی ہو اور بکرے کے بجائے مُرغی کرنا چاہ رہا ہو تب بھی جائز ہے، لیکن ایسا نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ جب ایک نیک کام کی نیّت کرلی تو اُسے نبھالینا چاہئے۔ پکانے کے بجائے اِیصالِ ثواب کے لئے گوشت تقسیم بھی کیا جاسکتا ہے، یہ بھی نیاز کا ایک طریقہ ہے۔ بغیر پکائے دینے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ پکی ہوئی نیاز ہو سکتا ہے صرف مَرد کھا پائیں،

لیکن گوشت جب گھر میں جائے گا تو گھر کی خواتین بھی خوش ہوں گی اور اپنی پسند کی Dish (کھانا) بنا کر سب مل کر کھا سکیں گے۔ (مدنی مذاکرہ،2ربیع الاول شریف1441ھ)

3 قراٰنِ پاک میں اَنبیائے کِرام علیہمُ السّلام کے نام

سُوال: قراٰنِ پاک میں کتنے اَنبیائے کِرام علیہمُ السّلام کے نام آئے ہیں؟

جواب: قراٰنِ کریم میں 26 اَنبیائے کِرام علیہمُ السّلام کے نام آئے ہیں۔ (بہارِ شریعت،1/48،49-مدنی مذاکرہ،8ربیع الآخر شریف1441ھ)

4 طُوفانِ نوح میں زندہ رہنے والی بُڑھیا

سُوال: جب حضرتِ سیّدُنا نوح علیہ السّلام کے زمانے میں طوفان آیا تھا تو کیا کشتی میں موجود افراد کے علاوہ دنیا کے تمام مسلمان اِنتقال کر گئے تھے؟

جواب: جی ہاں! البتہ ایک بُڑھیا کا قصّہ ملتا ہے کہ وہ اپنی جھونپڑی کے اندر نماز میں مشغول تھیں اور کشتی میں سُوار نہ ہوئی تھیں۔ طوفان آیا اور چلا گیا، لیکن وہ بُڑھیا زندہ سلامت رہیں۔ بعد میں جب اُن سے اِس بارے میں پوچھا گیا تو کہا: مجھے تو خبر ہی نہیں کہ کب طوفان آیا اور کب چلا گیا! میں تو اللہ پاک کی عبادت میں مشغول تھی۔ (تفسیر روح البیان،پ12،ھود، تحت الآیۃ:41، 4/129 ماخوذاً) یہ ایک حکایت نقل کی گئی ہے، حقیقتِ حال اللہ پاک جانتا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ سلطنتِ عُمان میں اُن بُڑھیا کا مزار بھی ہے۔ میری ابھی تک حاضری نہیں ہوئی۔

(مدنی مذاکرہ،13صفر شریف1441ھ)

5 کیا حکیم لقمان نبی تھے؟

سُوال: کیا حکیم لقمان نبی تھے؟ کیونکہ اِن کے نام سے قراٰن پاک میں سُورت موجود ہے۔

جواب: سُورت کا نام ہونا نبی ہونے کی دلیل نہیں ہے، قراٰنِ کریم میں گائے کے نام سے ”سُورۂ بَقرہ“ بھی موجود ہے، اِسی طرح مکڑی کے نام سے ”سُورۂ عنکبوت“، یُوں ہی چیونٹی کے نام سے ”سُورۂ نَمل“ اور شہد کی مکھی کے نام سے ”سُورۂ نَحل“ بھی موجود ہے۔ حضرتِ سیّدُنا لقمان رحمۃُ اللہِ علیہ وَلِیُّ اللہ اور اللہ پاک کے مقبول بندے تھے۔ (تفسیر ثعلبی،پ21، لقمٰن، تحت الآیۃ:12، 7/312 ملخصاً) ان کے اَقوال (یعنی کہی ہوئی باتیں) بہت عُمدہ اور نصیحت سے بھرپور ہیں، اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں ان کا ذِکر فرمایا ہے۔ (مدنی مذاکرہ،8ربیع الآخر شریف1441ھ)

6 قراٰنِ کریم کی تلاوت کب اور کتنی دیر کریں؟

سُوال: قراٰنِ کریم کی تلاوت کس وقت اور کتنی دیر تک کرنی چاہئے؟

جواب: تلاوتِ قراٰنِ کریم کے لئے وقت کی کوئی قید نہیں۔ البتہ تلاوت اتنی دیر تک کرنی چاہئے جتنی دیر تلاوت میں دل لگا رہے اور نیند بھی طاری نہ ہو۔ لہٰذا اگر کوئی واقعی ہمت والا ہے اور پوری رات تلاوتِ قراٰن کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو بھلے وہ پوری رات تلاوت کرے، فرض نماز بھی پڑھے، نیز آنکھ لگ جائے تو بیدار ہو کر نمازِ تہجد بھی پڑھے۔

(مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ عصر،23رمضان شریف1441ھ)

7 چپل پہن کر یا بے وُضو قراٰنِ پاک پڑھنے کا شرعی حکم

سُوال: چلتے پھرتے، چپل پہن کر یا بے وُضو قراٰنِ پاک پڑھنا کیسا؟

جواب: بے وُضو قراٰنِ کریم پڑھنا جائز ہے لیکن قراٰنِ کریم کو بے وُضو چُھونا جائز نہیں ہے۔ (ردالمحتار علی درالمختار، 1/348) نیز چپل پہن کر یا سواری پر یا پیدل چلتے ہوئے قراٰنِ کریم پڑھنے میں کوئی حَرَج نہیں ہے۔ (مدنی مذاکرہ،7صفر شریف1441ھ)

صحبتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی برکتیں

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

کسی بھی معاشرے (Society) کی ترقی و اصلاح کیلئے اس کے افراد کی درست تربیت (Training) بے حد ضروری ہے کیونکہ فرد سے معاشرہ بنتا ہے۔ جس معاشرے میں فرد کی تربیت صحیح انداز سے نہ ہو تو معاشرے کی اخلاقی و معاشی ہر اعتبار سے مجموعی کیفیت بدحال رہتی ہے۔ حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے عرب کے کفر و شرک اور بداخلاقی میں مبتلا افراد کی درست تربیت فرمائی تو اللہ کے کرم سے بڑے بڑے عظیم الشان اور انمول ہیرے نکھر کر سامنے آئے۔ آپ ہر مناسب موقع پر عام لوگوں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت فرماتے رہتے تھے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو لوگوں کے مزاج و عادات اور نفسیات کی شناخت میں کمال حاصل تھا۔ ہر ایک سے اس کے مرتبے کے لائق سلوک فرماتے اور اس طریقے سے سامنے والے کی تربیت فرماتے کہ بات اس کے دل میں اُتر جاتی۔ اس مضمون میں ایسے ہی چند واقعات لکھے گئے ہیں کہ جن میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اندازِ تربیت اور پھر تربیتِ نبوی کے ثمرات و نتائج کا بیان ہے:

حکمت و دانائی بھرا اندازِ تربیت ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے طریقۂ تربیت میں حکمت و دانائی تھی، اگر بعض لوگوں کی کچھ کوتاہیوں کی خبر آپ تک پہنچتی تو اکثر اجتماعی طور پر اس غلط طرزِ فکر اور نامناسب عمل کی اصلاح فرمادیتے، اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ دوسروں کو بھی راہنمائی مل جاتی۔ جیسا کہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو جب کسی کی بات پہنچتی تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم یہ نہ فرماتے کہ فلاں کا کیا معاملہ ہے کہ جو یہ کہتا ہے بلکہ فرماتے: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی بات کہتے ہیں۔[1]

رسولُ اللہ کی عملی تبلیغ و تربیت ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو ان کی وہ انگوٹھی اُتار کر پھینک دی اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اپنے ہاتھ میں دوزخ کا انگارا لینا چاہتا ہے؟ سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی اس تربیت کا اُن صحابی پر ایسا اثر ہوا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے تشریف لے جانے کے بعد ان سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی لے لو اس سے کوئی اور نفع اٹھالو، لیکن انہوں نے کہا: نہیں! خدا کی قسم! جس انگوٹھی کو اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے پھینک دیا میں اسے کبھی نہیں اٹھاؤں گا۔[2]

اگر وہ صحابیِ رسول چاہتے تو انگوٹھی فروخت کرکے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھالیتے یا کسی کو تحفے میں دے دیتے یا پھر اُسے دے دیتے جس کے لئے اسے پہننا جائز ہے یعنی اپنے گھر کی کسی عورت کو اس کا مالک بنادیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اسے پھینک دیا تھا۔

حضور نبیِّ کریم رءُوف رحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا سونے کی انگوٹھی کو اتار کر پھینک دینا آپ کی عملی تبلیغ کا ایک نمونہ ہے چنانچہ حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ہے عملی تبلیغ کہ بُرائی کو بہ جَبر روک دیا۔ (آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم) فرماتے ہیں: جو کوئی بُرائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے، نہ کرسکے تو زبان سے روکے، یہ بھی نہ ہوسکے تو دل سے بُرا جانے۔[3]

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے پیش کیا گیا ہے۔

جُھوٹ سے بچنے کی برکت ایک مرتبہ ایک شخص نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا: میں آپ پر ایمان لانا چاہتا ہوں مگر مجھے شراب نوشی، بدکاری، چوری اور جُھوٹ سے مَحبّت ہے۔ لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ ان چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں، مجھ میں ان سب چیزوں کو چھوڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے ان میں سے کسی ایک سے منع فرمادیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا۔ نبیِّ مُکرَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تم جھوٹ بولنا چھوڑدو! اس نے یہ بات قبول کرلی اور مسلمان ہوگیا۔ دربارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے جانے کے بعد جب اسے لوگوں نے شراب پیش کی تو اس نے کہا: میں شراب پیوں اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھ سے شراب پینے کے متعلق پوچھ لیں تو اگر میں جُھوٹ بولوں گا تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کئے ہوئے وعدے کو توڑنے والا ہوجاؤں گا اور اگر اقرار کیا تو مجھ پر حد (شرعی سزا) قائم کی جائے گی، لہٰذا اس نے شراب نوشی چھوڑدی، اسی طرح بدکاری اور چوری کا معاملہ دَرپیش ہوتے وقت بھی اسے یہی خیال آیا، چنانچہ وہ ان بُرائیوں سے باز رہا۔ جب بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں اس کی دوبارہ حاضری ہوئی تو کہنے لگا: آپ نے بہت اچّھا کام کیا، آپ نے مجھے جُھوٹ بولنے سے روکا تو مجھ پر دیگر گناہوں کے دروازے بھی بند ہوگئے اور یوں اس شخص نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرلی۔[4]

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فِراسَت مرحبا! آپ نے اپنی مبارک عَقْل کے نور سے پہچان لیا کہ یہ شخص جُھوٹ چھوڑنے کے سبب دیگر گناہوں سے بھی بچ جائے گا اسی لئے اسے جُھوٹ ترک کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور پھر واقعی وہ تمام گناہوں سے تائب ہوگیا۔

کھاتے وقت اِصلاح فرمائی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تربیت کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے کہ آپ نے کس حکمتِ عملی اور کتنے پیارے انداز میں غلطی کی اِصلاح فرمائی، چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عُمَر بن ابو سَلَمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پرورش میں تھا، میرا ہاتھ (کھانا کھاتے ہوئے) پیالے میں اِدھر اُدھر گھومتا تھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ یعنی بیٹا! اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو)، سیدھے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ (حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) اس کے بعد میں ہمیشہ اسی طریقے سے کھانا کھاتا رہا۔[5]

قربان جایئے! رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ تربیت پر! کس پیار بھرے اور مُثبت (Positive) انداز میں اپنی گفتگو شروع فرمائی، آپ نے پہلے پہل کھانے کے آداب بیان فرمائے تاکہ انہیں یہ محسوس نہ ہو کہ مجھے ٹوکا جارہا ہے اور آخر میں یہ ادب بھی بتادیا کہ برتن میں اپنے قریب سے کھانا چاہئے اور غلطی کی اِصلاح اس انداز سے فرمادی کہ گویا آخری بات بھی دوسری ہدایتوں کی طرح ایک ہدایت ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اگر ہم صحیح انداز سے تربیت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مُطالعہ کرنا ہوگا کہ کس طرح آپ لوگوں کے مزاج اور نفسیات کو ملحوظ رکھ کر حکمتِ عملی کے ساتھ لوگوں کی تربیت فرماتے تھے۔ تفسیرِ عزیزی میں ہے: عقل کے 100 حصّے ہیں جس میں سے 99 حصّے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا ہوئے اور جو شخص نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عَقْل معلوم کرنا چاہے، اسے چاہئے کہ سیرت کی کتابوں کا گہری نظر سے مطالعہ کرے۔[6]

میری تمام عاشقانِ رسول سے فریاد ہے کہ آپ عملی زندگی کے خواہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں اگر اپنی اور اپنے متعلقین کی صحیح انداز سے تربیت کرنا چاہتے ہیں تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مطالعہ کیجئے، اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کس طرح لوگوں کے مزاج اور نفسیات کو ملحوظ رکھ کر حکمتِ عملی کے ساتھ لوگوں کی تربیت فرماتے تھے۔ معاشرے کے افراد کی تربیت میں اپنا حصّہ ملایئے اور اس کے لئے حکمتِ عملی اور انفرادی کوشش کو اپنایئے۔

اللہ پاک ہمیں اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ شریعت کے مطابق حکمتِ عملی اپناتے ہوئے دوسروں کی اِصلاح کی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) ابوداؤد، 4/328، حدیث:4788 (2) مسلم، ص891، حدیث:2090 (3) مراٰۃ المناجیح، 6/129 (4) تفسیر کبیر، پ11، التوبۃ، تحت الآیۃ:119، 6/167 (5) بخاری، 3/521، حدیث:5376 (6) تفسیر عزیزی مترجم، 3/61۔

مطالعۂ سیرت کی اہمیت و افادیت موجودہ زمانے میں

مفتی محمد قاسم عطاری*

ایک مسلمان کے لیے سیرتِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مطالعہ کی ضرورت و اہمیت "اَظْهَرمِن الشمس" ہے، کیونکہ مسلمان کے لیے سیرت کا مطالعہ فقط ایک علمی مشغلہ نہیں، بلکہ اہم دینی ضرورت ہے، کیونکہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارکہ دین کا بنیادی ماخذ ہے اور عملی زندگی کے لیے ایک جامع ترین نمونہ ہے۔ دنیا کے کسی بھی انسان کی سیرت اتنی جامع نہیں اور نہ ہی اتنی مکمل انداز میں دستیاب ہے، جس قدر کاملیت و جامعیت کے ساتھ سیرتِ نبوی موجود ہے۔ تاریخ انسانی میں یہ امتیاز صرف نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ اقدس کو حاصل ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی انفرادی، معاشرتی اور قومی زندگی کی تفصیلات محفوظ اور اہلِ ایمان کے لیے مینارۂ نور کی صورت میں موجود ہیں، جس کے اسباب یہ ہیں کہ مسلمانوں کو آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عشق و محبت کی وجہ سے آپ کے حالاتِ زندگی کے ساتھ ہمیشہ ہی وابستگی رکھنی اور وارفتگی کا اظہار کرنا تھا نیز سیرت کے پاکیزہ واقعات سے رہتی دنیا تک مسلمانوں بلکہ جملہ اقوامِ عالم نے ہدایت کی روشنی حاصل کرنی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ کی حفاظت کا ایسا انتظام فرمایا کہ آپ کی زندگی کا ہر مرحلہ روشن تصویر کی طرح ہمارے سامنے موجود ہے۔ دورِ جدید میں بھی سیرتِ نبوی کا مطالعہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا شروع کے زمانوں میں تھا بلکہ اب تو مزید جہتوں سے بھی اس پر کام کرنے کی حاجت بڑھ چکی ہے۔ فی زمانہ اس مطالعہ کی اہمیت کے چند پہلو بیان کئے جاتے ہیں:

محبتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تقاضا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت، ایمان کی روح ہے، اسی سے ایمان میں حلاوت، قلب میں حرارت اور روح میں سوز و ساز ہے۔ محبت کی ایک علامت اور تقاضا، محبوبِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مطالعہ کرنا ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرتا ہے، اُس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ (کنزالعمال، 1/425، ط: مؤسسۃ الرسالۃ) اسی محبت کے تقاضے کی وجہ سے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان ایک دوسرے سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احوال و صفات پوچھتے اور یہی عمل تابعین کا رہا اور سیرت بلکہ حدیث کی کتابیں لکھنے، پڑھنے، پڑھانے والے علماء و محدثین کے احوال سے یہی واضح ہوتا ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت ہی احادیث و احوالِ نبوی کی جمع و تدوین اور تبویب و ترتیب کی طرف انہیں مائل کرتی تھی اور ذکرِ مصطفٰی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لکھنے، پڑھنے میں گزرے ہوئے وقت کو وہ اپنا حاصلِ زندگی سمجھتے تھے اور یہ کیفیت کیوں نہ ہو کہ

جان ہے عشقِ مصطفٰی روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

حُبِّ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بڑھانے کا ذریعہ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت، مدارِ ایمان ہے۔ اس محبت کی قوت و شدت ہی بارگاہِ خدا میں مراتبِ سعادت اور فرقِ مدارج کی بنیاد ہے۔ مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اُس کے دل میں رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت ہر شے سے بڑھ کر ہو حتی کہ ماں باپ اور اولاد سے بھی زیادہ، چنانچہ خود حبیبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اس کے

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

نزدیک اس کے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری، 1/17، ط: بیروت) اور محبتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے حصول اور اس میں اضافے کا ایک بہترین ذریعہ سیرتِ مبارکہ کے مطالعہ کو زندگی کا معمول بنالینا ہے۔ انسان کسی ہستی کے جس قدر عمدہ اوصاف، عالی شان کمال، منفرد خصوصیات، خوبصورت اعمال اور پاکیزگیِ احوال پر مطلع ہوتا ہے، اسی قدر اس کے دل میں اُس باکمال ہستی کی محبت بڑھ جاتی ہے اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سیرت کے مطالعہ میں یہ معاملہ اپنی انتہائی بلندی کو پہنچا ہوا ہے اور یہی آج تک مشاہدہ ہے کیونکہ سیرتِ طیبہ میں کمال دَر کمال، جمال دَر جمال اور حسن دَر حسن ہے، تو جو کوئی، بے مثل آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے احوالِ کریمہ کا جتنا مطالعہ کرے گا، اسی قدر محبت و عشقِ رسول کی منازل طے کرتا جائے گا۔

فہمِ قرآن، مطالعہِ سیرت پر موقوف قرآنِ کریم مسلمانوں کے لیے آئینِ حیات، محورِ دین، منبعِ شریعت، مرکزِ علوم، سرچشمہِ حکمتِ الٰہی اور فلاحِ کامل کانسخہ ہے۔

آں کتابِ زندہ، قرآنِ حکیم
حکمتِ اولایزال است وقدیم
نسخۂ اسرارِ تکوینِ حیات
بے ثبات از قوتش گیرد ثبات

”ترجمہ: وہ کتابِ زندہ جسے قرآنِ حکیم کہتے ہیں، اُس کی حکمت بھری باتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں اور ہمیشہ سے ہیں۔ وہ قرآن، زندگی کو وجود میں لانے والے بھیدوں کا نسخہ ہے۔ گرتے پڑتے افراد و اقوام بھی قرآن کی قوتِ فیضان سے سنبھل جاتے ہیں۔“ لیکن قرآن سے یہ عظیم فیضان پانے کے لیے اس کا سمجھنا ضروری ہے جس کے لیے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سیرت کا بغور مطالعہ سب سے زیادہ نفع بخش ہے، کیونکہ قرآن کے آفاقی و جاوداں، حیات بخش پیغام کی تشریح سنت و سیرت رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس حقیقت کی طرف یوں اشارہ فرمایا کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا اَخلاق تو قرآن تھا۔ (مسند احمد، 43/15، ط: مؤسسۃ الرسالۃ) یعنی سیرتِ نبوی قرآنِ کریم کی عملی تفسیر اور الفاظِ قرآنی کی عملی ترجمانی و تعبیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا قرآنِ کریم میں حکم دیا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اس پر کامل انداز میں عمل کر کے دکھایا۔ مقاصدِ نزولِ قرآن کا کماحقہ ظہور بھی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اعمال و احوال سے ہوتا ہے اور اصول و احکامِ قرآن کی تفصیل و تبیین و تشریح بھی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اقوال و افعال ہی سے ہوتی ہے جسے عام الفاظ میں حدیث، سنت اور سیرت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ قرآنِ مجید، اصول کی کتاب ہے کہ مرکزی اصول بیان کردیا جیسے خدا تم پر آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا، لیکن اصول کا انطباق مفصل طور پر بیان نہیں کیا گیا، یونہی قرآن میں بنیادی احکام تو موجود ہیں، لیکن اُن کی تفصیلات نہیں ہیں، مثلاً نماز قائم کرنے، روزہ رکھنے، حج کرنے، زکوٰۃ دینے اور اِسی طرح دیگر اجمالی احکام تو بیان کیے گئے ہیں، لیکن اُن پر عمل درآمد کا طریقہ بیان نہیں کیا گیا۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے قرآن مجید میں بیان کردہ اُصول و قواعد اور احکام و ہدایات کو اپنے فرامین اور عمل سے واضح کر دیا کہ نماز کی ترتیب و کیفیت و وقت کیا ہے؟ افعالِ حج کی ادائیگی کا طریقہ کار کیا ہے؟ قابلِ زکوٰۃ اموال کا تعیُّن اور اُن کی مقداریں کیا ہیں؟ وغیرہا۔ قرآن پر عمل کے حکم کو بجالانے کے لیے سیرت کی طرف رجوع کئے بغیر گزارا نہیں اور مطالعہِ سیرت کے بغیر قرآنِ کریم سمجھنا نہایت دشوار ہے۔

فہمِ دین اور اطاعت و اتباعِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے حکم پر عمل مطالعہِ سیرت پر موقوف قرآنِ حکیم میں ہے: ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ﴾ ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ (پ6، المآئدۃ:3) دینِ کامل کی اتباعِ کامل کے لیے یقیناً کسی ہستیِ کامل کی حاجت تھی، جس کی اَکمل و اَجمل، اَرفع و اَنور، اَزکی و اَطہر سیرت، دینِ کامل کی کامل ترین تصویر پیش کرے تاکہ اسے آئیڈیل بناکر دینِ کامل کو پوری طرح سمجھا اور اس پر عمل کیا جاسکے۔ یقیناً ایسی عظیم و کامل ہستی، سید الاولین و الآخرین، خاتم النبیین، محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہی کی ہے، جن کی زندگی کو خالقِ کائنات نے خود ”اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، بہترین نمونہ“ قرار دیا اور جن کے اخلاقِ حسنہ کو خود ”خُلُقِ عظیم“ کی سند عطا فرمائی۔ اس کے ساتھ قرآنِ مجید کا واضح حکم ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو!

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ (پ5، النسآء:59) اور فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ﴾ ترجمہ: اے حبیب! فرمادو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ۔ (پ3، اٰل عمرٰن:31) اللہ تعالیٰ نے حصولِ جنت، محبتِ خداوندی اور قرب و رضائے الٰہی کو حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی اطاعت و اتباع کے ساتھ جوڑ دیا، لہٰذا جو دنیاوی کامیابی اور اُخروی فلاح کا طلب گار ہے، اُسے رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی اطاعت و اتباع کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے اور اس کے لئے احکام نبوی اور سنتِ مصطفوی کا علم ضروری ہے جس کا ذریعہ سیرت کا مطالعہ ہے۔

قلبی اصلاح اور روحانی کمالات و مقامات کے لیے مطالعۂ سیرت

نفس کی پاکیزگی، دل کی اصلاح، روحانی فضائل، اخلاقی بلندی اور عمدہ اخلاق، انسان کے لئے اعلیٰ مقاصدِ حیات ہیں اور یہی خدا کے مطلوب انسان کی زندگی کا رنگ، ڈھنگ ہے۔ ایسی خوب صورت زندگی کے لیے، سیرتِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم "**اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ**، بہترین نمونہ" ہے، جیساکہ قرآن میں ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ترجمہ: بیشک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ (پ21، الاحزاب:21) ایمان کا مقام دل ہے اور باطنی کیفیات و ظاہری اعمال سے اس کے ثمرات کا ظہور ہوتا ہے۔ ایمان کیسا ہو؟ کیفیاتِ ایمان کیسی ہوں؟ قلبی احوال کیا ہوں؟ خوف و امید، غنائے قلب، صبر و شکر، توکل و تسلیم اور رضا بالقضاء کے مقامات پر فائز ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اسی طرح عبادات میں حسنِ ادا، معاملات میں اعتدال، معاشرت میں حسنِ عمل، اصحاب و احباب پر شفقت، اہلِ خانہ سے مَوَدَّت، عامۂ خلق پر رحمت کا طریقہ کیسا ہونا چاہئے؟

کردار سازی اور اخلاقِ حسنہ کے لیے مطالعۂ سیرت

بعثتِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا ایک عظیم مقصد اعلیٰ اخلاق، پسندیدہ عادات اور مہذب و باوقار رویوں کی تعلیم و ترویج ہے چنانچہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاق** یعنی مجھے اچھے اَخلاق کی تکمیل کے لیے مَبعوث کیا گیا ہے۔ (نوادر الاصول، حدیث:1425) اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اخلاقِ کریمانہ، اس قدر عمدہ، دل نشین، دلکش، پسندیدہ اور عظیم تھے کہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اَخلاق کے عظیم ہونے کی گواہی دی، چنانچہ فرمایا: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ(۴)﴾ ترجمہ: اور بیشک تم یقیناً عظیم اخلاق پر ہو۔ (پ29، القلم:4) حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم محاسنِ اَخلاق کی تمام اطراف و جہات کے جامع تھے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حِلم و عَفْو، رحم و کرم، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، مہمان نوازی، ایفائے عہد، حسنِ معاملہ، نرم گفتاری، ملنساری، مساوات، غمخواری، سادگی، تواضع اور حیاداری ایسے اخلاق و اوصاف کو اپنے عمل اور دوسروں کی تعلیم و تربیت سے مرتبۂ کمال تک پہنچایا۔ یہ تمام اخلاق انسان کے لیے باعثِ شرف ہیں اور ہر شخص کو انہیں اپنانا نہایت ضروری اور مفید ہے کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا حسن ان اخلاق کے اپنانے ہی پر منحصر ہے اور یہ بات واضح ہے کہ عمل کے لیے علم چاہیے اور علم کے لیے مفصل، جامع اور عملی تعلیمات چاہئیں، جن کے لیے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی پاکیزہ سیرت و فرمودات سے زیادہ رہنمائی کہیں نہیں مل سکتی۔

بین الاقوامی سطح پر دعوتِ دین کے لیے مطالعۂ سیرت کی اہمیت

مسلمان کے لیے سیرتِ طیبہ کے مطالعہ کے لیے ایک اہم مُحرِّک اور مقصد یہ بھی ہے کہ عالمی سطح پر اگر کسی نے دین اسلام کو پیش کرنا ہے جو حکمِ خدا اور مطلوبِ دین ہے تو رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے تفصیلی تعارف کے بغیر ممکن ہی نہیں کہ دینِ اسلام کی سب سے بڑی پہچان اور مرکزی ہستی ہی احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہیں۔ اسلام کا تصور ذاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن کے نزول میں بھی سیرت ہی کے واقعات ہیں اور خود قرآن کی تفسیر بھی سیرت ہی کی روشنی میں سمجھ آتی ہے اور اسلام کی تعلیمات بھی سیرت ہی کے گرد گھومتی ہیں اور اسلام کا حسن بھی سیرت کے حسن ہی سے آشکار ہوتا ہے، نیز انسانوں کے دل بھی مجرد تعلیمات سے زیادہ، تعلیمات پیش کرنے والی ہستی اور اس کے کردار کی طرف جھکتے ہیں۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی پاکیزہ زندگی کے عمدہ واقعات، حکمت بھرے حالات، روشن کردار، لاجواب قیادت اور اعلیٰ کارناموں کا بیان غیروں کو اپنا بنانے میں سب سے بڑا کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے عالمی سطح پر تبلیغِ اسلام کے لیے بہترین ذریعہ سیرت طیبہ کا بیان ہے۔

نیکیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ذوقِ عبادت

مولانا راشد نور عطاری مدنی*

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دینِ اسلام کی تعلیم و تبلیغ کی دن رات کی مصروفیات کے باوجود اللہ ربُّ العزّت کی بہت عبادت کیا کرتے تھے۔ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی غارِ حرا میں قیام و مراقبہ اور ذکر و فکر کے طور پر اللہ کریم کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بعض اوقات ساری ساری رات عبادتِ الٰہی میں گزار دیتے اور طویل قیام فرمانے کی وجہ سے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدمینِ شریفین سُوج جاتے تھے، پھر بھی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔

حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نماز میں اس قدر قیام فرماتے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مُبارک پاؤں سُوج جاتے۔ (ایک دن) حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا نے عَرض کی: یارسول اللہ! صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ ایسا کر رہے ہیں حالانکہ اللہ کریم نے آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں! آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! ”اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا“ کیا میں اللہ پاک کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔[1]

نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نماز سے محبت

اللہ کریم کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نماز سے بہت محبت تھی، آپ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا۔[2] جب نماز کا وقت ہوتا تو آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے: قُمْ یا بِلَالُ فَاَرِحْنَا بِالصَّلَاۃِ ”اے بلال! اٹھو اور ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔“[3]

نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نماز کی کیفیت

حضرت عبدُاللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کیفیتِ نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ،
پراپرٹی اینڈ کنسٹرکشن ڈپارٹمنٹ (دعوتِ اسلامی)

ہیں: ایک مرتبہ میں اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسی ہنڈیا کی آواز ہوتی ہے۔(4)

ان دونوں روایات سے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نماز سے محبت اور خشوع و خضوع کا اندازہ ہوتا ہے، کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے امتی ہونے کے ناطے ہمیں بھی نماز کو واقعی اپنی راحت و سکون کا ذریعہ بنانا چاہئے۔

نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نمازِ تہجد کا معمول

اللہ کے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام عمر نمازِ تہجد کے پابند رہے، راتوں کے نوافل کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نمازِ عشاء کے بعد کچھ دیر سوتے پھر کچھ دیر تک اٹھ کر نماز پڑھتے پھر سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے۔ صبح تک یہی حالت قائم رہتی۔ کبھی دو تہائی رات گزر جانے کے بعد بیدار ہوتے اور صبح صادق تک نمازوں میں مشغول رہتے۔ کبھی آدھی رات گزر جانے کے بعد بستر سے اٹھ جاتے اور پھر ساری رات بستر سے پیٹھ نہیں لگاتے تھے اور لمبی لمبی سورتیں نمازوں میں پڑھا کرتے، کبھی رکوع و سجود طویل ہوتا تو کبھی قیام طویل ہوتا۔ کبھی چھ رکعت، کبھی آٹھ رکعت، کبھی اس سے کم کبھی اس سے زیادہ پڑھا کرتے۔ عمر شریف کے آخری حصے میں کچھ رکعتیں کھڑے ہو کر کچھ بیٹھ کر ادا فرماتے، نمازِ وتر نمازِ تہجد کے ساتھ ادا فرماتے تھے چنانچہ آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نمازِ تہجد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہُ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ نماز (تہجد) پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کی۔ میں نے دل میں کہا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سو آیات پڑھ کر رکوع میں چلے جائیں گے، لیکن آپ پڑھتے رہے۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسے ایک رکعت میں ختم کریں گے۔ مگر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھتے رہے۔ میں نے سوچا کہ آپ اسے پڑھ کر رکوع کریں گے۔ لیکن آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سورۃ النسآء شروع کردی اور اسے پورا پڑھ ڈالا۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اٰلِ عمران شروع کی اور اسے بھی پورا پڑھ ڈالا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کررہے تھے۔ جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا گزر کسی ایسی آیت پر ہوتا جس میں تسبیح (اللہ کی پاکی) کا بیان ہوتا، تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تسبیح کرتے اور جب کسی ایسی آیت سے گزرتے، جس میں (اللہ سے) مانگنے کا ذکر ہوتا، تو مانگتے اور اگر کسی ایسی آیت سے گزرتے، جس میں پناہ مانگنے کا ذکر ہوتا، تو پناہ مانگتے۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے رکوع کیا اور "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" پڑھنے لگے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا رکوع آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قیام کے بقدر تھا۔ پھر آپ نے "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد" کہا اور طویل وقت تک کھڑے رہے، جو رکوع کے لگ بھگ تھا۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سجدہ کیا اور "سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پڑھنے لگے۔ آپ کا سجدہ آپ کے قیام کے بقدر تھا۔(5)

نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا رات کا معمول

اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رات کو آرام بھی فرماتے، اللہ پاک کی عبادت بھی کرتے اور اپنے اہلِ خانہ کو وقت بھی دیتے تھے تاکہ ہر ایک کو اس کا حق دیا جاسکے چنانچہ حضرت اسود بن یزید رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہُ عنہا سے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رات کی نماز کے متعلق پوچھا کہ رات کو آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کیا معمول تھا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رات کے پہلے حصہ میں سو جاتے، پھر اُٹھ کر قیام فرماتے تھے، اس کے بعد جب سحری کا وقت قریب ہوتا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وتر ادا فرماتے، پھر آپ اپنے بستر پر تشریف لے آتے، پھر اگر آپ کو رغبت ہوتی

تو اپنی اہلیہ کے پاس جاتے، پھر جب اذان سنتے تو آپ تیزی سے اٹھتے، اگر غسل کی حاجت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ صرف وضو فرمالیتے اور نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔[6]

رمضان المبارک میں عبادت کا معمول

رمضان شریف خصوصاً آخری عشرہ میں آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی عبادت بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ آپ ساری رات بیدار رہتے اور اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنَّ سے بے تعلق ہو جاتے تھے اور گھر والوں کو نمازوں کے لئے جگایا کرتے تھے اور عموماً اعتکاف فرماتے تھے۔ نمازوں کے ساتھ ساتھ کبھی کھڑے ہو کر، کبھی بیٹھ کر، کبھی سر بسجود ہو کر نہایت آہ وزاری اور گریہ و بکا کے ساتھ گڑگڑا کر راتوں میں دعائیں بھی مانگا کرتے، رمضان شریف میں حضرت جبریل علیہ السّلام کے ساتھ قراٰنِ عظیم کا دور بھی فرماتے اور تلاوتِ قراٰن مجید کے ساتھ ساتھ مختلف دعاؤں کا وِرد بھی فرماتے تھے۔[7]

نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے نفلی روزوں کا معمول

اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کا رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے رکھنے کا بھی معمول تھا چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کبھی اتنے روزے رکھتے تھے کہ ہمارا خیال ہوتا کہ اب کبھی روزے نہ چھوڑیں گے اور پھر آپ کبھی اتنے روزے چھوڑ دیتے کہ ہمارا خیال ہوتا کہ آپ روزے کبھی بھی نہ رکھیں گے۔ مدینۂ طیبہ تشریف لانے کے بعد آپ نے سوائے رمضان کے کبھی بھی مکمل اور مسلسل ایک مہینے کے روزے نہیں رکھے۔ اور نہ کسی ماہ میں آپ کو شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھا۔[8] ہر مہینے کے شروع میں تین دن روزے رکھتے تھے۔[9] ایامِ بیض یعنی چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے نہ سفر کی حالت میں چھوڑتے اور نہ ہی حضر کی حالت میں چھوڑتے۔[10] دس محرم شریف کا روزہ خود بھی رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔[11] پیر اور جمعرات کے دن کے روزے کا خاص خیال فرماتے۔ اور ان دونوں دنوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ”پیر اور جمعرات کو اعمال (بارگاہِ الٰہی میں) پیش کئے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزے کی حالت میں پیش ہو۔“[12] نیز ایک مرتبہ آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم سے جب پیر شریف کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ، أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ یعنی یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور اسی دن میں مبعوث ہوا یا مجھ پر قراٰن نازل فرمایا گیا۔[13] کبھی کبھی آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم ”صومِ وصال“ بھی رکھتے تھے، یعنی کئی کئی دن رات کا ایک روزہ، مگر اپنی اُمّت کو ایسا روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ تو صومِ وصال رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں اپنے رب کے پاس رات بسر کرتا ہوں اور وہ مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔[14]

ذکرِ الٰہی میں مشغولیت

اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم گناہوں سے معصوم اور ربِّ تعالیٰ کے محبوب ہونے کے باوجود ہمہ وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے، سفر و حضر، خلوت و جلوت، صحت و بیماری الغرض کیسے ہی حالات ہوتے آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم اللہ پاک کے ذکر میں مشغول رہتے، چنانچہ بخاری شریف کی ایک طویل حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے ”كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ اَحْيَانِهٖ“ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم ہر وقت اللہ پاک کا ذکر کرتے رہتے تھے۔[15]

اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، وضو کرتے، نئے کپڑے پہنتے، سوار ہوتے، سواری سے اترتے، سفر میں جاتے، سفر سے واپس ہوتے، بیت الخلاء میں داخل ہوتے اور نکلتے، مسجد میں آتے جاتے، جنگ کے وقت، آندھی، بارش، بجلی کڑکتے وقت، ہر وقت ہر حال میں دعائیں وردِ زبان

رہتی تھیں۔ خوشی اور غمی کے اوقات میں، صبح صادق طلوع ہونے کے وقت، غروبِ آفتاب کے وقت، مرغ کی آواز سن کر، گدھے کی آواز سن کر، غرض کون سا ایسا موقع تھا کہ آپ کوئی دعا نہ پڑھتے، دن ہی میں نہیں بلکہ رات کے سنّاٹوں میں بھی برابر دعاخوانی اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے یہاں تک کہ بوقتِ وفات بھی جو فقرہ بار بار وردِ زبان رہا وہ اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کی دعا تھی۔[16]

ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عبادت پر مدد حاصل کرنے کے لئے اللہ کریم سے اس طرح دعا مانگتے تھے: ”اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ“ اے اللہ کریم! تُو اپنے ذِکر، اپنے شکر اور اپنی عبادت اچھی طرح کرنے پر میری مدد فرما۔[17]

راہِ خدا میں خرچ

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صدقات و خیرات کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے پاس سونا چاندی یا تجارت کا کوئی سامان یا مویشیوں کا کوئی ریوڑ رکھتے ہی نہیں تھے بلکہ جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا سب اللہ پاک کی راہ میں مستحقین پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ گوارا ہی نہیں تھا کہ رات بھر کوئی مال و دولت کا شانۂ نبوت میں رہ جائے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق پڑا کہ خراج کی رقم اس قدر زیادہ آگئی کہ وہ شام تک تقسیم کرنے کے باوجود ختم نہ ہو سکی تو آپ رات بھر مسجد ہی میں رہے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آکر یہ خبر دی کہ یارسول اللہ! صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ساری رقم تقسیم ہو چکی تو آپ نے اپنے مکان میں قدم رکھا۔[18]

محترم قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دونوں جہاں کے سلطان ہونے کے باوجود ہمیشہ عبادتِ الٰہی میں مستغرق رہتے، نماز کو راحت و سکون کا ذریعہ سمجھتے، انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا فرماتے، راتوں کو اٹھ اٹھ کر نوافل ادا فرماتے اور دن میں روزہ رکھتے، ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے، اتنی عبادات کرنے کے باوجود مزید عبادت کی توفیق کی دعا فرماتے تھے۔ یقیناً آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذوقِ عبادت ہمیں ترغیب دیتا ہے کہ ہم بھی نماز سے محبت کریں، نماز کے ذریعے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کی کوشش کریں، آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رات کے معمولات سے ترغیب حاصل کرتے ہوئے نوافل ادا کریں اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم فرائض تو پابندی سے ادا کریں، نفلی روزوں کا اہتمام کریں اور رمضان المبارک کے روزے تو ہرگز نہ چھوڑیں، تلاوتِ قراٰن کی سعادت حاصل کرتے رہیں اور رمضان المبارک میں تلاوتِ قراٰن مزید بڑھا دیں، کوشش کر کے ذکر اللہ کے لئے ایک وقت مقرر کریں اور چلتے پھرتے بھی اپنی زبان کو ذکرُ اللہ سے تَر رکھیں، آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنا تمام مال صدقہ فرما دیا کرتے تھے ہمیں بھی اس ادا سے حصہ حاصل کرتے ہوئے اپنا زیادہ سے زیادہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے۔ سب سے اہم بات یہ کہ عبادات کی توفیق اور اس پر استقامت پانے کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ پاک ہمیں آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذوقِ عبادت میں سے کچھ حصہ نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مسلم، ص1160، حدیث:7126 (2) معجم کبیر، 20/420، حدیث:1012 (3) ابوداؤد، 4/385، حدیث: 4986 (4) ابوداؤد، 1/342، حدیث: 904 (5) مسلم، ص305، حدیث:1814 (6) شمائل ترمذی، ص161، حدیث:251 (7) صراط الجنان، 8/377 (8) بخاری، 1/648، حدیث:1969 (9) ترمذی، 2/185، حدیث:742 (10) نسائی، ص386، حدیث:2342 (11) بخاری، 1/656، حدیث:2004 (12) ترمذی، 2/186، 187، حدیث:745، 747 (13) مسلم، ص455، حدیث:2747 (14) بخاری، 4/352، حدیث:6851 (15) بخاری، 1/124 (16) بخاری، 3/154، حدیث:4437، سیرت مصطفیٰ، ص598 (17) مصنف ابن ابی شیبہ، 15/208، حدیث:30013 (18) ابوداؤد، 3/231، حدیث:3055۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عافیت اندیشی

مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مَدَنی*

ایمان واسلام کی بنیاد میں امن وسلامتی کا مفہوم پورے طور پر موجود ہے اور اللہ پاک کے ہر نبی نے امن وسلامتی ہی کا درس دیا ہے اور سب سے آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امن کو بہت فروغ بخشا اور ساری دنیا کو سلامتی کا درس دیا۔ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی کے ہر حصہ میں عافیت اندیشی نمایاں نظر آتی ہے۔ عافیت اندیشی کہتے ہیں صحت، سلامتی، امن، نیکی، بھلائی اور خیر چاہنے کو۔ اس معنی کے اعتبار سے ہر نبی ورسول عافیت اندیش تھے مگر رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس عافیت اندیشی کو وہ عروج وکمال عطا کیا کہ رہتی دنیا تک ساری انسانیت کے لئے ایسی مثال قائم فرمادی جس کا کوئی جواب نہیں۔

مکی زمانہ ہو یا مدنی، نجی زندگی ہو یا معاشرتی، سفر ہو یا حضر اور حالت امن ہو یا حالت جنگ الغرض ہر حال میں اور ہر موقع پر حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عافیت اندیشی برقرار رہی۔ حتّٰی کہ جب دشمن کی خودسری وسرکشی لاعلاج ہو جاتی اور جہاد وقتال کی ضرورت پڑتی تب بھی آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا عافیت اندیشی والا کردار نمایاں رہتا۔ وقت کے بادشاہوں کو خط لکھے تو ”اَسْلِمْ تَسْلِمْ یعنی اسلام قبول کرو سلامت رہو گے“ کے فرمان سے عافیت اندیشی کا پیغام دیا، ہجرتِ حبشہ و ہجرتِ مدینہ بتاتی ہیں کہ تصادم (ٹکراؤ) کی راہ ترک کر کے عافیت اندیشی کو اختیار کرنا چاہئے، جنگوں میں بچّوں، عورتوں، بوڑھوں اور جنگ نہ کرنے والوں سے تعرض نہ کرنے اور باغات و مویشیوں کو اپنی حالت پر باقی رکھنے کے احکامات کوئی عظیم عافیت اندیش ہی دے سکتا ہے، یونہی حدیبیہ کی صلح اور فتحِ مکّہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان بھی نبیِّ امن وسلامتی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عافیت اندیشی کی زبردست مثالیں ہیں۔

پیشِ نظر مضمون میں واقعات وفرامینِ نبی کی روشنی میں حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عافیت اندیشی، خیر خواہی اور امن پروری کو ملاحظہ کیجیے اور اپنی زندگی کو عافیت و بھلائی اور امن وسکون کے دائرے میں لانے کے لئے اسوۂ حسنہ کے اس خوب صورت پہلو کو اختیار کیجیے۔

عافیت کی دعا اور ترغیب دعا

عافیت اندیش رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعائے عافیت کو بہت اہمیت دی، نہ صرف خود یہ دعا بکثرت فرماتے بلکہ اُمّت کو بھی اس کی بہت زیادہ ترغیب ارشاد فرمایا کرتے تاکہ ظاہری وباطنی اور دنیاوی و اُخروی تکالیف وآزمائشوں سے بچا جائے، درج ذیل

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ تراجم، المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیے:

1 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صبح و شام یہ دعائیں ترک نہ فرماتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِىۡ دِيۡنِىۡ وَدُنْيَایَ وَاَهْلِىۡ وَمَالِىۡ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِىۡ یعنی اے میرے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت طلب کرتا ہوں، اے میرے اللہ! میں تجھ سے درگزر اور اپنے دین و دنیا اور اہل و مال میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ! میرے پردے کی حفاظت فرما۔[1]

2 اللہ پاک کے آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب گرج چمک کی آواز سنتے تو دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کرنا اور نہ ہمیں اپنے عذاب سے تباہ کرنا اور ہمیں اس سے پہلے عافیت عطا فرما دینا۔[2]

3 ایک موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبرِ رسول کے پاس کھڑے ہوئے اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یاد کرکے رونے لگے، پھر فرمایا: بے شک رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہجرت کے پہلے سال اسی جگہ ارشاد فرمایا: لوگو! اللہ پاک سے عافیت کا سوال کرو (یہ تین مرتبہ فرمایا) کیونکہ کسی کو ایمان کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں ملی۔[3]

4 ایک شخص نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! سب سے افضل دعا کون سی ہے؟ ارشاد فرمایا: اپنے ربِّ کریم سے عافیت اور دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کیا کرو۔ دوسرے دن بھی اس شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! سب سے افضل دعا کون سی ہے؟ آپ نے اسی دعا کا ارشاد فرمایا۔ تیسرے دن آکر پھر اس نے یہی سوال کیا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر تمہیں دنیا و آخرت میں عافیت مل جائے تو تم کامیاب ہو گئے۔[4]

5 رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بندہ اس سے افضل کوئی دعا نہیں مانگتا اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔[5] یوں ہی ارشاد فرمایا: اللہ پاک کو زیادہ پسند ہے کہ اُس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔[6]

عبادات و معمولات میں عافیت اندیشی

میانہ روی بھی عافیت ہی کا ایک گوشہ ہے اور عافیت اندیش نبی، محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عبادات و معمولات میں اسے اپنانے کی بہت زیادہ ترغیب ارشاد فرمائی ہے کیونکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہی محبوب تھا کہ عبادات میں بھی حتی الامکان تکلیفوں اور مشقتوں سے اُمّت کو بچایا جائے تاکہ لوگ کسی بوجھ و آزمائش کے بغیر دین پر بآسانی عمل کر سکیں، 2 فرامینِ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ فرمائیے:

1 اپنی جانوں پر سختی نہ کرو کہ اللہ پاک تم پر سختی فرما دے کیونکہ ایک قوم (یعنی عیسائیوں) نے اپنی جانوں پر سختی کی تو اُن پر سختی کر دی گئی۔[7]

2 ایک بار چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کسی زوجہ محترمہ سے گھر میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عبادت کے متعلق پوچھا، جو انہیں بتایا گیا اُسے انہوں نے کم سمجھا اور یوں کہنے لگے: ہم رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی معصوم ہستی کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں کہ خود کو ان پر قیاس کرنے لگیں، یہ تو وہ ہیں کہ جن کے سبب ان کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا: میں اب ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ساری زندگی بلاناغہ روزے رکھوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں ہمیشہ عورتوں سے دور رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ اسی اثنا میں حضور آخری نبی، محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا: تم لوگوں نے ایسا ایسا کہا۔ خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ پاک سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے بڑا متقی ہوں لیکن میں نفلی روزے رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں، (رات میں) نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے نکاح بھی کر رکھے ہیں تو جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں۔[8]

عام زندگی میں عافیت اندیشی

علامہ ابنِ اثیر جزری نے فرمایا: عافیت یہ ہے کہ تم بیماریوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہو۔[9] جبکہ علامہ عبد الرؤف مناوی فرماتے ہیں: دینی لحاظ سے فتنوں اور شیطان کے فریب سے اور دنیاوی اعتبار سے دُکھوں اور بیماریوں سے محفوظ رہنے کو عافیت کہا جاتا ہے۔[10]

ہم دیکھتے ہیں کہ حضور نبیِّ دو جہان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عام زندگی میں عافیت کا بہت زیادہ درس دیا کرتے تھے، بار بار ایسی ہدایات جاری فرماتے رہتے جن پر عمل کی صورت میں دینی و دنیاوی عافیت حاصل رہے اور لوگوں کے جان و مال محفوظ رہیں۔ یہاں بعض وہ احادیثِ مبارکہ درج کی جاتی ہیں جو حضور جانِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عافیت اندیشی، اُمّت پر رحمت و شفقت اور ان کے ساتھ خیر خواہی کو واضح کرتی ہیں:

1 حضور سیدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تین شخص ہیں کہ تیرا رب ان کی دعا قبول نہیں کرتا: ایک وہ کہ ویرانے مکان میں اترے۔ دوسرا وہ مسافر کہ سرِ راہ (یعنی سڑک سے بچ کر نہ ٹھہرے، بلکہ خاص راستے ہی پر) پڑاؤ ڈالے۔ تیسرا وہ جس نے خود اپنا جانور چھوڑ دیا، اب خدا سے دعا کرتا ہے کہ اسے روک دے۔[11]

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں: ویرانے مکان میں اترنے والا اس کی مُضَرَّتوں (نقصانات) سے آگاہ ہے، پھر اگر وہاں چوری ہو یا کوئی لوٹ لے یا جِنّ ایذا پہنچائیں تو یہ باتیں خود اس کی قبول کی ہوئی ہیں، اب کیوں ان کے رفع کی دعا کرتا ہے۔ یونہی جب راستے پر قیام کیا تو ہر قسم کے لوگ گزریں گے، اب اگر چوری ہو جائے، یا ہاتھی گھوڑے کے پاؤں سے کچھ نقصان (ہو)، رات کو سانپ وغیرہ سے ایذا پہنچے اس کا اپنا کیا ہوا ہے۔ نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: شب کو سرِ راہ نہ اترو (یعنی رات کو راستے میں پڑاؤ نہ ڈالو) کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جسے چاہے راہ پر پھیلنے کی اجازت دیتا ہے۔[12]

2 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے یا یہ فرمایا کہ جب شام ہو جائے تو بچوں کو سمیٹ لو کہ اُس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے، اب اُنھیں چھوڑ دو اور بسمِ اللہ کہہ کر دروازے بند کرلو کہ اس طرح جب دروازہ بند کیا جائے تو شیطان نہیں کھول سکتا اور بسمِ اللہ کہہ کر مَشکوں کے دہانے باندھو اور بسمِ اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانک دو، ڈھانکو نہیں تو یہی کرو کہ اس پر کوئی چیز آڑی کرکے رکھ دو اور چراغوں کو بجھادو۔[13]

فضائل دعا، ص165 پر ہے کہ (یہ منع ہے کہ) رات کو دروازہ کھلا چھوڑ دے یا بغیر بسمِ اللہ کہے بند کرے کہ شیطان اسے کھول سکتا ہے اور جب بسم اللہ کہہ کر دہنا پاؤں مکان میں رکھے تو شیطان کہ ساتھ آیا تھا باہر رہ جاتا ہے اور جب بسمِ اللہ کہہ کر دروازہ بند کرے تو اس کے کھولنے پر قدرت نہیں پاتا۔ (یہ بھی منع ہے کہ) کھانے پانی کے برتن بسمِ اللہ کہہ کر نہ ڈھانکے کہ بلائیں اترتی اور خراب کر دیتی ہیں، پھر وہ کھانا و پانی بیماریاں لاتے ہیں۔

3 حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: برتن چھپادو، مَشکوں کے منہ باندھ دو، دروازے بند کردو اور شام کے وقت بچّوں کو روک لو کیونکہ اس وقت جنات منتشر ہوتے ہیں اور اُچک لیتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بجھادو کہ کبھی چوہا بتی گھسیٹ کرلے جاتا ہے اور گھر جل جاتا ہے۔[14]

4 مدینۂ منوّرہ میں ایک مکان رات میں جل گیا، جب پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ بات بتائی گئی تو آپ نے فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے، جب سویا کرو تو بجھادیا کرو۔[15]

5 رسول پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ سمٹ جائے اور وہ کچھ سایہ میں اور کچھ دھوپ میں تو وہاں سے اٹھ جائے۔[16]

6 حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے، جس پر روک (یعنی دیوار یا منڈیر) نہیں ہے اس سے ذمہ بری ہے۔[17] صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی اس کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اگر رات میں چھت سے گر جائے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔[18]

پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے ان تمام روایات و احادیث کو پڑھ کر بخوبی اندازہ کرلیا ہوگا کہ حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عافیت و بھلائی اور خیر خواہی کو کس قدر اہمیت و ترجیح دیتے تھے، ہر کسی کو تکلیف و مصیبت سے محفوظ رکھنے کے لئے کس قدر فکر مند رہتے تھے۔ لہٰذا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کائنات کے سب سے بڑے عافیت اندیش تھے۔

جنگوں میں عافیت اندیشی

اللہ پاک کے آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بہت بہادر اور دلیر ہونے کے باوجود انتہائی کوشش ہوتی کہ جنگ میں نقصان کم سے کم ہو، آپ کی جنگی ہدایات اور ان مواقع کی تعلیمات آپ کی عافیت اندیشی کو خوب اجاگر کرتی ہیں۔ آئیے یہاں جنگ کے مواقع کی اُن احادیث و روایات کا مطالعہ کریں جو حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عافیت اندیشی کو بیان کرتی ہیں:

1 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم دشمنوں سے مقابلے کی تمنا نہ کرو اور اللہ پاک سے عافیت طلب کرو اور جب دشمنوں سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ پاک کو یاد کرو۔[19]

معلوم ہوا کہ ابتداءً مسلمانوں کو جنگ یا کسی بھی آزمائش کی تمنا نہیں کرنی چاہئے لیکن جب ان پر جنگ مُسلّط ہو جائے تو اب ان پر لازم ہے کہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں اور بزدلی نہ دکھائیں۔

2 کسی جنگ کے موقع پر دوران لڑائی ایک شخص نے کلمہ پڑھا تو صحابی نے اس بنا پر اسے قتل کر ڈالا کہ اس نے یہ کلمہ تلوار کے خوف سے پڑھا ہے۔ جب دربارِ رسالت میں یہ بات پہنچی تو حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: هَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ یعنی کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔[20]

3 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے (دورانِ جنگ) عورتوں اور بچّوں کے قتل سے منع فرمایا۔[21]

یہ ہے مسلمانوں کا جہاد، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کو شام کے جہاد پر بھیجا تو فرمایا کہ کفّار کے بچوں، عورتوں، بوڑھوں، راہبوں (جوگیوں) وغیرہ کو قتل نہ کرنا صرف انہیں قتل کرنا جو تم سے لڑنے کے لیے مقابلہ میں آئیں۔[22]

4 ایک جنگ میں حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھجوایا کہ نہ تو کسی عورت کو قتل کریں اور نہ ہی کسی مزدور کو۔[23]

عورت و مزدور سے مراد وہ ہی ہے جو جنگ میں حصہ نہ لیتے ہوں فوج یا کسی فوجی کی خدمت کے لئے آئے ہوں۔ ان کی علامت یہ ہوتی ہو گی کہ ان پر سامان جنگ نہ ہو گا اور خدمت کے اسباب یا علامات ہوں گے۔ سُبْحٰنَ اللہ! اسلام میں کیسا عدل و انصاف ہے کہ لڑتے وقت بھی عدل کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔[24]

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے عافیت اندیش نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میدان جہاد میں عافیت اندیشی، خیر خواہی اور عدل کے بے مثال نقوش ثبت فرمائے ہیں، ورنہ فاتحینِ زمانہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے میدانِ جنگ میں ہر طرح کے ظلم و ستم روا رکھے، ایسے موقعوں پر وہ بھول گئے کہ عافیت کیا شے ہوتی ہے، انہوں نے انسانی کھوپڑیوں کے مینار بنائے، انسانیت کا تقدس پامال کیا، شہروں کے شہر خون سے رنگین کر دیئے اور آج دنیا ان کو جابر و ظالم حکمران کہتی نظر آتی ہے جبکہ دوسری طرف امام الانبیاوالمرسلین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظیم ذات اقدس ہے کہ جنہوں نے فتحِ مکہ کے موقع پر اپنے خون کے پیاسوں تک کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا، ارشاد فرمایا: اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ یعنی جاؤ! تم آزاد ہو۔[25]

(1) ابوداؤد، 4/414، حدیث: 5074 (2) ترمذی، 5/280، حدیث: 3461 (3) سنن کبری للنسائی، 6/221، حدیث: 10720 (4) ترمذی، 5/305، حدیث: 3523 (5) ابن ماجہ، 4/273، حدیث: 3851 (6) ترمذی، 5/306، حدیث: 3526 (7) ابوداؤد، 4/361، حدیث: 4904 (8) بخاری، 3/421، حدیث: 5063 (9) النہایہ فی غریب الاثر، 3/240 (10) فیض القدیر، 2/195 (11) مجمع الزوائد، 3/488، حدیث: 5297 (12) فضائل دعا، ص161 (13) مسلم، ص859، حدیث: 5250 (14) بخاری، 2/408، حدیث: 3316 (15) بخاری، 4/186، حدیث: 6294 (16) ابو داؤد، 4/337، حدیث: 4821 (17) ابو داؤد، 4/402، حدیث: 5041 (18) بہار شریعت، 3/ص435 (19) مصنف عبد الرزاق، 5/170، حدیث: 9581 (20) دیکھئے: مسلم، ص62، حدیث: 277- سنن کبری للنسائی، 5/176، حدیث: 8594 (21) بخاری، 2/314، حدیث: 3015 (22) مراٰۃ المناجیح، 5/518 (23) ابوداؤد، 3/73، حدیث: 2669 (24) مراٰۃ المناجیح، 5/525 (25) سنن کبریٰ للبیہقی، 9/118، حدیث: 18739۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ اصلاح

The Blessed reformation method of Rasoolullah صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا محمد عباس عطاری مدنی*

حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے نور سے جہان جگمگا اُٹھا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انسانوں کو کفر و گمراہی کی تاریکی سے نکالا اور ایمان و سُنّت کے نُور سے روشنی بخشی، گناہوں کے دَلدَل سے نکال کر نیکیوں کے سیدھے راستے پر چلایا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس دنیا میں تشریف لانے کا عظیم ترین مقصد لوگوں کی اصلاح ہے۔ کفر و گمراہی اور بد اعمالی و بد اطواری کی وادیوں میں بھٹکتے ہوئے انسانوں کے دین، عقیدے اور اعمال و اخلاق کی اصلاح فرمانے کے لئے ربِّ کریم نے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو شمعِ ہدایت بنا کر بھیجا۔

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ پاک نے حکمتِ کاملہ عطا فرمائی اور تبلیغِ دین و اصلاحِ انسانیت کے لئے حکمت بھرے انداز اپنانے کا حکم ارشاد فرمایا، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: ”اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔“ (پ14، النحل:125) نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس ارشادِ ربّانی پر کامل طور پر عمل فرمایا۔ آپ نے عمدہ حکمتِ عملی سے غیر مسلموں کو دینِ اسلام کی دعوت دی، یونہی مسلمانوں کے عقائد و اعمال اور اخلاق کی بھی کمال حکمت و تدبیر سے اصلاح فرماتے رہے۔

چنانچہ مختلف مواقع پر مسلمانوں کی اصلاح کے جو عمدہ و خوبصورت انداز پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اختیار فرمائے ان میں سے کچھ روشن نبوی طریقے یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

1 علم نہ رکھنے والوں کی شفقت سے اصلاح

اگر کوئی نماز یا دیگر کسی بھی معاملے میں علم نہ ہونے کی وجہ سے کوئی غلطی کر بیٹھتا تو کریم و شفیق آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نرمی و شفقت سے اصلاح فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت معاویہ بن حَکَم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ

* شعبہ تراجم کتب (المدینۃ العلمیہ)

وسلَّم کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا تھا، اتنے میں کسی کو چھینک آئی، میں نے نماز میں ہی "یَرْحَمُكَ الله" کہہ دیا، لوگ مجھے نظروں سے گھورنے لگے، میں نے کہا: "تمہیں کیا ہوا؟ مجھے کیوں دیکھ رہے ہو؟" اس پر لوگ اپنی رانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے مجھے چُپ کروانے لگے، میں خاموش ہوگیا۔ نماز مکمل ہوگئی تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے مجھے بُلایا، حضور پر میرے ماں باپ فدا! میں نے آپ سے زیادہ اچھے انداز میں سکھانے والا کوئی نہ دیکھا، آپ نے نہ مجھے مارا نہ بُرا بھلا کہا۔ بلکہ فرمایا: "یہ جو نماز ہے، اس میں لوگوں کی گفتگو والی کوئی چیز درست نہیں ہوتی ہے، نماز تو تسبیح، تکبیر اور تلاوت کا نام ہے۔"(1)

2 افراد کی نشان دہی کئے بغیر اصلاح

افراد کی نشان دہی کئے بغیر تذکرہ فرمانے کا انداز قراٰنِ کریم میں بھی جابجا موجود ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْهِ قَآىٕمًاؕ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے۔ (پ3، اٰل عمرٰن: 75) ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا ایک پیارا انداز یہ تھا کہ لوگوں کی غلطی کی طرف توجہ دلاتے اور اصلاح فرماتے لیکن یہ بیان نہ فرماتے کہ غلطی کس سے واقع ہوئی۔ یہ انداز اختیار کرنے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اصلاح بھی ہو جاتی ہے اور متعلقہ فرد کے دل میں کوئی بات بھی نہیں آتی۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو کسی شخص کے متعلق کوئی بات پہنچتی تو اُس سے یوں نہ فرماتے تھے کہ "تم نے ایسا ایسا کیا!" بلکہ فرماتے تھے: "اُن لوگوں کا کیا معاملہ ہے جو ایسا ایسا کہتے ہیں۔"(2)

3 غلط فہمی کی اصلاح

بعض اوقات غلطی کی بنیاد غلط فہمی ہوتی ہے، اور وہ غلط فہمی دور کر دی جائے تو آدمی اپنی غلطی کو درست کرلیتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم بھی اس مبارک انداز کو اختیار فرماتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ایک شخص کو صدقہ لینے پر مامور فرمایا، جب وہ واپس آئے تو بولے: "یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے تحفے میں دیا گیا ہے۔" نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ پاک کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا: "اُس عامل کا کیا معاملہ ہے جسے ہم بھیجتے ہیں اور وہ آکر کہتا ہے کہ "یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے۔" تو پھر وہ اپنے باپ اور ماں کے گھر ہی کیوں نہ بیٹھا رہا کہ دیکھتا، کیا اُسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں! اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ایسا شخص قیامت کے دن اُس چیز کو اپنی گردن پر لاد کر لائے گا، اگر اونٹ ہے تو وہ بلبلاتا ہوگا، گائے ہے تو ڈکراتی ہوگی اور بکری ہے تو مِنْمِناتی ہوگی۔"(3)

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: "یعنی یہ نذرانہ نہیں ہے بلکہ رشوت ہے کہ اس کے ذریعے صاحبِ نصاب، آئندہ اصل زکوۃ سے کچھ کم کرانے کی کوشش کریں گے۔"(4)

4 الفاظ کی اصلاح

دینِ اسلام میں جہاں دِلی ارادوں کی اہمیت ہے وہیں زبانی جملوں اور لفظوں کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم لوگوں کے ارادوں اور کاموں کی درستی کے ساتھ ساتھ لفظوں کی بھی اصلاح فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا ہے بلکہ یہ کہے کہ میرا نفس پریشان ہوگیا ہے۔"(5) مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "خُبث، فسادِ عقیدہ پر بھی بولا جاتا ہے، کفر، بے دینی خباثت ہے۔ لہٰذا اپنے لئے یہ لفظ مشترک استعمال نہ کرو کہ اس میں ایک معنی سے اپنے کفر یا بے دینی کا اقرار ہے۔"(6)

یونہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں کچھ یہودی آئے اور انہوں نے کہا: "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ یعنی تم پر موت ہو۔" نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جواب دیا: "تم پر ہو۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن یہودیوں کو جواب دیتے ہوئے کہا: "عَلَيْكُمْ، وَلَعَنَكُمُ اللهُ، وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْكُمْ تمہارے اوپر موت ہو، اللہ پاک تم پر لعنت اور تم پر غضب فرمائے۔" حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "عائشہ! جانے دو اور نرمی اختیار کرو، بداخلاقی اور بدگوئی سے بچو۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: "جو انہوں نے کہا وہ حضور نے سماعت نہیں فرمایا؟" ارشاد فرمایا: "کیا تم نے وہ نہیں سنا جو میں نے کہا۔ میں نے وہی بات ان پر لوٹا دی تھی پس ان کے بارے میں میرے الفاظ شرفِ قبولیّت حاصل کر گئے اور میرے بارے میں ان کے الفاظ قبول نہیں ہوئے۔"(7)

5 چُھپے لفظوں میں اصلاح

پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت میں یہ حکمت بھرا انداز بھی ملتا ہے کہ ہر جگہ صریح لفظوں سے بات نہیں کی جاتی ہے، بعض اوقات چھپے لفظوں سے بات کرنے میں زیادہ اثر ہوتا ہے، چنانچہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مانگا، آپ نے عطا فرمایا، میں نے پھر مانگا آپ نے مجھے اور عطا فرمایا، میں نے پھر مانگا، آپ نے مجھے اور عطا فرمایا، پھر مجھ سے فرمایا: "اے حکیم! یہ مال سبز باغ ہے، ظاہر میں بڑی میٹھی چیز ہے، جو اسے دِلی بے نیازی سے لے گا اُسے اِس مال میں برکت ہوگی اور جو اسے نفسانی لالچ سے لے گا اسے برکت نہ ہوگی اور وہ اس کی طرح ہوگا جو کھانا کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔" (اس حکمت بھری نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں دنیا سے جانے تک آپ کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگوں گا۔" چنانچہ اسلام کے پہلے خلیفہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو مال دینا چاہتے تو وہ انکار کر دیتے تھے۔ پھر جب اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اُنہیں مال دینا چاہا تو بھی انہوں نے انکار کر دیا۔(8)

6 دور اندیشی کے پیشِ نظر اصلاح

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حکمت کا سرچشمہ ہیں، جیسا کہ ارشاد فرماتے ہیں: "اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ یعنی میں حکمت کا گھر ہوں۔"(9) لہٰذا رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہر فرمان اور عمل میں حکمتیں ہیں، حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دُور اندیشی کے پیشِ نظر بھی اصلاح فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرتِ اَنْجَشہ رضی اللہ عنہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ایک حُدی خواں (یعنی اونٹوں کے لئے نغمہ گانے والے) تھے اور وہ خوش آواز تھے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُن سے فرمایا: "اَنْجَشہ! چھوڑ دو، کچی شیشیاں نہ توڑو۔"(10)

مفسرِ شہیر حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی میرے ساتھ سفر میں عورتیں بھی ہیں جن کے دل کچی شیشی کی طرح کمزور ہیں خوش آوازی ان میں بہت جلد اثر کرتی ہے اور وہ لوگوں کے گانے سے گناہ کی طرف مائل ہو سکتی ہیں اس لیے اپنا گانا بند کر دو۔ یہ فرمانِ عالی تاقیامت عورتوں کے متعلق ہے ورنہ صحابیات کے متعلق فسق وفجور کا وہم بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مقصد یہ ہے کہ مرد عورتوں کو گانا نہ سنائے اس طرح عورتیں مردوں کو گانا نہ سنائیں کہ اس سے عشق و بدمعاشی پیدا ہوتی ہے۔ حضور کا ہر فرمان حق ہے عورت کا دل کچی شیشی کی طرح کمزور اور جلد اثر لینے والا ہوتا ہے اس لیے اسلام نے گانا بجانا حرام کیا۔(11)

7 لوگوں کے مرتبے کے مطابق اصلاح

لوگوں کے ساتھ ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق پیش آنا چاہئے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اَنْزِلُوْا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ یعنی لوگوں کو ان کے درجوں میں رکھو۔“[12] سب لوگوں کے ساتھ ایک ہی انداز نہیں رکھا جاتا، یہاں تک کہ حدود کے علاوہ معاملات میں عزت داروں کو معافی دینے کا ارشاد فرمایا گیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے: ”عزت داروں کی لغزشیں معاف کردو سوائے حدود کے۔“[13] **شرعی مسئلہ** ہے کہ سادات و علما وجاہت و عزت والے ہوں، ان کی تعزیر ادنیٰ درجہ کی ہوگی کہ قاضی ان سے اتنا ہی کہہ دے کہ ”آپ نے ایسا کیا؟“ ایسوں کے لئے اتنا کہہ دینا ہی باز آنے کے لئے کافی ہے۔[14] ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لوگوں کے مرتبے کے مطابق اصلاح فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں، میں اپنے غلام کی پٹائی کررہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی کہ ”ابومسعود! یاد رکھو اللہ تم پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنے تم اِس پر ہو۔“ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تھے۔ میں نے عرض کی: ”یارسول اللہ! یہ اللہ پاک کے لئے آزاد ہے۔“ پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”اگر تم یہ نہ کرتے تو تم کو آگ جلاتی۔“ یا فرمایا: ”آگ پہنچتی۔“[15]

8 غلطی کی نشان دہی فرماکر اصلاح

آدمی غلطی سے تبھی رجوع اور پرہیز کرتا ہے جب اُسے غلطی کا علم ہو۔ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک انداز تھا کہ آپ غلطی کی نشان دہی فرماکر اصلاح فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک چھوٹے قد والی عورت آئی۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف فرما تھے، میں نے آپ کے سامنے انگوٹھے سے اشارہ کیا (کہ یہ چھوٹے قد والی ہے)۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”تم نے اس کی غیبت کی۔“[16]

9 عقیدے کے متعلق غلطیوں کی اصلاح

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لوگوں کی اعتقادی و فکری غلطیوں کی بھی اصلاح فرماتے تھے۔ جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ کہتے تھے کہ سورج اور چاند کو تب گہن لگتا ہے جب کسی عظیم ہستی کی مَوت ہوتی ہے۔[17] چنانچہ عہدِ رسالت میں جس دن شہزادۂ نبی حضرت ابراہیم رضی اللہُ عنہ دنیا سے رخصت ہوئے اور اُسی دن سورج کو گہن لگ گیا تو لوگ کہنے لگے: ”ابراہیم کی وفات سے سورج کو گہن لگ گیا۔“ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”سورج اور چاند کو کسی کی زندگی اور موت کی وجہ سے گہن نہیں لگتا، سورج اور چاند تو اللہ پاک کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور بارگاہِ الٰہی میں دُعا کرو۔“[18]

اے عاشقانِ رسول! ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تمام حیاتِ مبارکہ ہی اصلاح و ہدایت کا نور ہے، آپ اپنی مبارک ظاہری زندگی میں لوگوں کے دین و مذہب، عقائد و خیالات اور اعمال و اخلاق کی اصلاح فرماتے رہے، سیرتِ مبارکہ میں ہدایتِ انسانیت اور اصلاحِ امت کے بہت رنگا رنگ پھول اور خوش نما گلستان ملتے ہیں، یہاں ان میں سے گنتی کے چند ہی پھول پیش کئے گئے ہیں۔ اللہ پاک سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقی معنوں میں سیرتِ مصطفےٰ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مسلم، ص215، حدیث: 1199 (2) اخلاق النبی وآدابہ لابی الشیخ، ص41، حدیث: 152 (3) بخاری، 4 / 465، حدیث: 7174 (4) مراٰۃ المناجیح، 3 / 13 (5) بخاری، 4 / 150، حدیث: 6179 (6) مراٰۃ المناجیح، 6 / 414 (7) بخاری، 4 / 108، حدیث: 6030- مسلم، ص920، 919، حدیث: 5658 (8) بخاری، 1 / 497، حدیث: 1472 (9) ترمذی، 5 / 402، حدیث: 3744 (10) بخاری، 4 / 158، حدیث: 6211 (11) مراٰۃ المناجیح، 6 / 443 ملتقطاً (12) ابوداؤد، 4 / 343، حدیث: 4842 (13) ابوداؤد، 4 / 178، حدیث: 4375 (14) بہار شریعت، حصہ 9، 2 / 404، ملتقطاً (15) مسلم، ص699، حدیث: 4308 (16) شعب الایمان، 5 / 303، حدیث: 6730 (17) نسائی، ص257، حدیث: 1487 (18) بخاری، 1 / 357، حدیث: 1043۔

شہرِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل و خصائص

مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مَدَنی*

رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مکۂ مکرمہ سے مدینۂ طیبہ تشریف لانے سے پہلے اس شہر کا نام "یثرب" تھا جس کا معنی فساد، مواخذہ اور عذاب ہے۔(1) ہجرتِ نبوی کے بعد یہ شہر مَدینةُ النّبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہوگیا۔

اسلام کا سنہرا دور اسی شہر سے تعلق رکھتا ہے، اسلامی فتوحات، اسلام کی شان و شوکت اور دینی ترقیوں کا آغاز یہیں سے ہوا، حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تمام غزوات کی تیاری یہاں فرمائی، اللہ پاک کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے ذہنی، فکری اور عسکری تیاری کے لئے یہ شہر ایک محفوظ اور پُر امن مقام ثابت ہوا، اسلامی احکام ومسائل کی نشرواشاعت کا عظیم الشان مرکز قرار پایا، مہاجرین وانصار کے بیچ بے مثال ولاجواب اخوت وبھائی چارہ اسی شہر میں قائم ہوا، اسلامی معیشت و اقتصادی معاملات کو تقویت اسی شہرِ مدینۂ طیبہ میں ملی، زکوٰۃ، اَموالِ غنیمت اور دیگر واجبات کی شرعی حیثیت اور قیامت تک کے لئے اموال کی شرعی تقسیم کا زبردست نظام یہیں بنایا گیا، غلبۂ اسلام کے لئے اہلِ ایمان کی طاقت و قوت اور کفار پر رعب ودبدبہ یہیں پروان چڑھا، اسلامی خارجہ پالیسی کے بنیادی خدوخال مدینۂ منوّرہ ہی میں واضح وظاہر ہوئے، مختلف ممالک اور ریاستوں کے ساتھ خط وکتابت اور وہاں کے بادشاہوں وغیرہ کو دعوتِ اسلام کے خطوط یہیں سے بھیجے گئے، اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اکثر اصول یہاں طے ہوئے، اَمْرٌ بِالْمَعْرُوف اور نَھْی عَنِ الْمُنْکَر کے طریقے اسی شہر میں سکھائے گئے، پہلی اسلامی یونیورسٹی "صُفّہ" جو کہ ایک چبوترے کی شکل میں تھی وہ بھی یہیں قائم کی گئی، اسلام کی تشریف آوری کے بعد اللہ پاک کی حدود اور احکام سب سے پہلے مکمل طور پر یہیں نافذ ہوئے، غریبوں، مسکینوں، مظلوموں وغیرہ پسے ہوئے طبقات کو اولین انصاف اسی شہر میں ملا، ان کے حقوق کا یہاں بھرپور نفاذ اور دفاع ہوا اور خلافتِ راشدہ کا حسین وشاندار دور بھی مدینۂ منورہ سے تعلق رکھتا ہے۔

آیئے اس شہرِ مقدس کے فضائل و خصائص میں سے چند کا مطالعہ کرتے ہیں:

مدینۂ طیّبہ کے فضائل

اللہ پاک کی آخری کتاب قراٰنِ مجید کی بہت ساری آیاتِ طیبہ مدینۂ منورہ کے فضائل اور عظمتوں کو ظاہر کرتی ہیں جن میں سے 2 یہاں لکھی جاتی ہیں:

(1) اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا(۸۰)﴾(2) ترجمۂ کنز الایمان: اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مدد گار غلبہ دے۔ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ مجھے مدینۂ طیبہ میں پسندیدہ داخلہ عنایت کر اور مکہ مکرمہ سے میرا نکلنا صدق کے ساتھ کر۔(3)

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ تراجم، المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

2 ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَاؕ﴾ [4] ترجَمۂ کنز الایمان: کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ اس آیت میں ”اَرْضُ اللّٰهِ“ سے مراد مدینۂ منوّرہ بھی ہے۔ [5]

آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایسی کثیر احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں مدینہ شریف کی فضیلتیں، عظمتیں، رفعتیں اور برکتیں بیان ہوئی ہیں، ان میں سے 6 فرامینِ مبارکہ تحریر کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ

1 ارشاد فرمایا: میرا جو اُمّتی مدینہ کی تکلیف و مشقت پر صبر کرے گا، روزِ قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا یا اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ [6]

2 ارشاد فرمایا: جس سے ہوسکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص یہاں مرے گا، میں اُس کی شفاعت فرماؤں گا۔ [7]

3 ارشاد فرمایا: مدینۂ منوّرہ میں داخل ہونے والے راستوں پر فرشتے ہیں، اس میں طاعُون داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی دجّال داخل ہوگا۔ [8]

4 ارشاد فرمایا: جو شخص دو حرموں مکہ یا مدینہ میں سے کسی جگہ فوت ہوگا تو وہ (قیامت کے دن کے خوف سے) اَمن میں رہے گا۔ [9]

5 ارشاد فرمایا: اے اللہ پاک! جتنی برکت تو نے مکے میں رکھی ہے اس سے دُگنی مدینے میں رکھ دے۔ [10]

6 ارشاد فرمایا: بے شک یہ طَیبہ ہے اور گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جیسے آگ چاندی کا کھوٹ دور کر دیتی ہے۔ [11]

مدینۂ طیّبہ کی 14 دینی و دنیاوی برکات اور خصوصیات

برکتوں کے خالق و مالک اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب، حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیارے شہرِ مدینہ طیبہ کو بے شمار دینی اور دنیاوی برکتوں سے مالا مال کیا ہے، رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس شہر کے لئے دُگنی برکت کی دعا فرمائی، اللہ پاک نے عاشقانِ مدینہ کے لئے دنیا و آخرت میں ان برکتوں سے بہت حصہ رکھا ہے، وہ یہاں بھی برکتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور آخرت میں بھی نفع پائیں گے۔ مدینۂ منورہ کی برکات و خصوصیات کا شمار ہمارے بس میں کہاں! صرف برکت کے لئے یہاں 14 برکات و خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے:

1 مدینۂ منورہ میں مقصودِ کائنات، وجہِ وجودِ کائنات، قاسمِ ہر نعمت، حضور نبیِّ رحمت، خاتَمُ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مقدس و منور ذاتِ گرامی تشریف فرما ہے جو تمام دینی و دنیاوی برکات کا سرچشمہ اور مرکز ہے۔ حضورِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یعنی جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ [12]

مدینۂ منوّرہ کو افضل الخلق حبیبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مدفن ہونے کا اعزاز و شرف حاصل ہے۔ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان قادری حنفی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: تُربتِ اطہر یعنی وہ زمین کہ (رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے) جسمِ انور سے متصل (ملی ہوئی) ہے کعبۂ معظمہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے۔ [13]

مکّے کو شرف ہے تو مدینے کے سبب سے
اس واسطے مکہ بھی ہے قربانِ مدینہ

2 مدینۂ منوّرہ، اس کے پھل اور پیمانے برکتوں والے ہیں کیونکہ ان میں برکت کی دعا خود امامُ الانبیاء حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں فرمائی ہے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا ترجمہ: اے اللہ پاک! تو ہمارے لئے ہمارے پھلوں میں برکت دے، ہمارے لئے ہمارے مدینے میں برکت دے اور ہمارے لئے ہمارے صاع و مد (یعنی پیمانوں) میں برکت دے۔ [14]

3 مدینۂ پاک کے غبار و خاک میں بیماریوں کے لئے شِفا ہے۔ ارشادِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مدینے کی خاک میں ہر مرض کی شفا ہے۔ [15]

4 مدینۂ طیبہ کی عجوہ کھجور میں زہر اور جادو سے حفاظت ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: جو صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے

اُس دن کسی قسم کا زہر اور جادو اُسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔(16) اور ایک حدیث شریف میں ہے: عجوہ کھجور جنّت سے ہے اور اِس میں زہر سے شفا ہے۔(17)

5 عاشقِ رسول، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، شاہ امام احمد رضا خان قادری رحمۃُ اللہ علیہ صاحبِ فتح القدیر کے حوالے سے فرماتے ہیں: تجربے سے ثابت ہے کہ مدینۂ طیبہ میں رحمت اکثر، لطف وافر، کرم سب سے وسیع اور عفْو (یعنی معافی ملنا) سب سے جلدی ہوتا ہے۔(18)

6 مدینۂ منورہ کو شرک سے پاک فرما دیا گیا۔ ایک موقع پر حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مدینہ شریف سے باہر تشریف لا کر اِس کی جانب متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: بے شک اللہ پاک نے اس جزیرے (بستی) کو شرک سے پاک فرما دیا ہے۔(19)

7 مدینۂ منورہ رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبوب ترین جگہ ہے۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے: نبی کا وصال اُن کی محبوب ترین جگہ میں ہی ہوتا ہے۔(20)

8 روزِ محشر مدینۂ منورہ کی زمین سب سے پہلے شَق ہو گی، حدیث شریف کے مطابق سب سے پہلے اولین وآخرین کے سردار نبیِّ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قبر سے باہر تشریف لائیں گے، پھر سیدنا ابو بکر صدیق، ان کے بعد سیدنا عمر فاروق، پھر اہلِ بقیع اور ان کے بعد مکہ مکرمہ والے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔(21)

9 مدینے میں جنّت کا ایک باغ ہے، جسے ریاضُ الجنّۃ کہا جاتا ہے۔ حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ترجمہ: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔(22)

اِس طرف رَوضہ کا نور اُس سَمْت منبر کی بہار
بیچ میں جنّت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

10 مدینۂ پاک ہی میں وہ مسجد ہے یعنی مسجدِ نبوی شریف جہاں ایک نماز کا ثواب 50 ہزار نمازوں کے برابر ہے۔(23)

11 اس عالیشان شہر کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ یہاں کے رہنے والے عاشقانِ رسول مسلمانوں سے بُرائی کا ارادہ کرنے والا عذاب میں گرفتار ہو گا۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ پاک اُسے آگ میں اس طرح پگھلائے گا جیسے سیسہ یا اس طرح جیسے نمک پانی میں گُھل جاتا ہے۔(24)

12 مدینہ منورہ کے علاوہ زمین پر کوئی ایسا شہر نہیں جس کے اتنے زیادہ نام ہوں، بعض عُلماء کرام نے 100 تک نام تحریر کئے ہیں۔(25) امام سمہودی رحمۃُ اللہ علیہ نے اپنی مبارک کتاب "خلاصۃ الوفا" میں معنی و مفہوم کے ساتھ 98 نام درج کیے ہیں۔

13 یہی وہ شہر ہے جس کی محبت اور فرقت وجدائی میں سب سے زیادہ زبانوں اور سب سے زیادہ تعداد میں قصیدے لکھے گئے، لکھے جا رہے ہیں اور لکھے جاتے رہیں گے۔(26)

14 مدینے شریف کا قبرستان جنت البقیع دنیا کے تمام قبرستانوں سے افضل ہے، یہاں تقریباً 10 ہزار صحابۂ کرام واَجلّہ اہلِ بیتِ اطہار اور بے شمار تابعینِ کرام واولیاءِ عِظام اور دیگر خوش نصیب مسلمان مدفون ہیں۔(27)

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں
مدفن مِرا محبوب کے قدموں میں بنا دے

---

(1) جذب القلوب، ص11 (2) پ15، بنی اسرآءیل:80 (3) مدارک، بنی اسرآءیل، تحت الآیۃ:80، ص634 (4) پ5، النسآء:97 (5) تفسیر خازن، النسآء، تحت الآیۃ:97، 1/420 (6) مسلم، ص549، حدیث:3347 (7) ترمذی، 5/483، حدیث:3943 (8) بخاری، 1/619، حدیث:1880 (9) معجم اوسط، 4/252، حدیث:5883 (10) بخاری، 1/620، حدیث:1885 (11) بخاری، 3/36، حدیث:4050 (12) سنن دار قطنی، 2/351، حدیث:2669 (13) فتاویٰ رضویہ، 10/711 (14) مسلم، ص547، حدیث:3334 (15) جامع الاصول، 9/334، حدیث:6962 (16) مسلم، ص871، حدیث:5339 (17) ترمذی، 4/17، حدیث:2073 (18) فتاویٰ رضویہ، 10/695 (19) مسند ابی یعلیٰ، 6/8، حدیث:6678 (20) مسند ابی یعلیٰ، 1/39، حدیث:41 (21) ترمذی، 5/388، حدیث:3712 (22) بخاری، 1/402، حدیث:1137 (23) سنن ابن ماجہ، 2/176، حدیث:1413 (24) مسلم، ص545، حدیث:1363 (25) جذب القلوب، ص9 (26) عاشقان رسول کی 130 حکایات، ص260 (27) عاشقان رسول کی 130 حکایات، ص262۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی معاشی اصلاحات

Economic reforms of Rasoolullah صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا عبدالعزیز عطاری*

معیشت انسانوں کی بنیادی ضرورت ہے جس کی فراہمی دیگر ضروریات کی طرح اللہ نے اپنے ہی ذمۂ کرم پر رکھی[1] اور مختلف وسائل سے ان کی معیشت کا بندوبست فرمایا۔

جہاں ہر ملک و قوم معیشت کی بہتری کے لئے مختلف تدابیر و منصوبے بناتی ہے، وہیں اللہ کے آخری رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہلِ اسلام کو لین دین، کاروبار و ملازمت کے ایسے اصول عطا کئے جو اخلاقیات سنوارنے کے ضامن بھی ہیں اور معیشت کو زوال و نقصان سے بچانے اور اوجِ ثریا تک پہنچانے کے لئے کافی بھی ہیں۔

معیشت کمزور کرنے والے عوامل

1 **سود:** حضور نبیِّ اکرم نورِ مُجسَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سود کی بنیادوں پر قائم سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے کے لئے سود کی سخت تردید فرمائی اور سود کا لین دین کرنے والوں کو ملعون قرار دیا[2] کیونکہ سود پر قائم سرمایہ دارانہ نظام نے بہت سے خاندانوں ہی کو نہیں بلکہ قوموں اور ملکوں کو معاشی اپاہج کر دیا ہے۔

2 **رشوت:** آپ نے رشوت کے لین دین کا انجام جہنم کی آگ میں جلنا بتایا،[3] ناحق کسی سے کام کروانے یا کسی کا کام کرنے یا بے قصور کو قصوروار یا قصوروار کو بے قصور ٹھہرانے وغیرہ کیلئے کم یا زیادہ رقم یا مادی و غیر مادی معاوضے کی لین دین کا نقصان چھوٹے بڑے پیمانے پر حیرت انگیز ہوتا ہے، اداروں اور ملکوں کو بڑے دھچکے لگتے، مالی غبن ہوتے ہیں اور معیشت پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔

3 **دھوکا:** ملکی و غیر ملکی سطح پر چھوٹے بڑے کاروباری معاملات، بھروسے اور اعتبار ہی کے سہارے ترقی پزیر ہوتے ہیں، اور دھوکے کی وجہ سے یہ اعتبار ختم ہو جاتا، کاروبار کی جڑیں کھوکھلی ہوتیں اور سرد بازاری جنم لیتی ہے، اسی لئے زبردست اور دور اندیش معیشت دان کی حیثیت سے حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ صرف دھوکا باز کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے فرمایا جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔[4] بلکہ دھوکے کی مختلف

* شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ، کراچی

صورتوں پر ممانعت کے پہرے بٹھائے مثلاً ملاوٹ کرنے والے کے لئے سخت الفاظ بیان فرمائے۔[5] ◉ جھوٹ بولنے والے کو خائن قرار دیا۔[6] ◉ کاروباری معاملات میں قسمیں کھا کھا کر لوگوں کو جھانسا دینے کا خاتمہ کرنے کیلئے کاروبار میں غیر ضروری طور پر زیادہ قسمیں کھانے کو بے برکتی قرار دیا۔[7] ◉ سامانِ تجارت کی خامیوں اور خرابیوں پر پردہ ڈال کر خریدار کو دھوکا دینے کا انجام اللہ پاک کی ناراضی اور فرشتوں کی لعنت کا موجب بتایا۔[8] ◉ ناپ تول میں ڈنڈی مار کر دھوکا دینے والوں کا دنیاوی انجام کار قحط، معاشی تنگی اور حکمرانوں کے مظالم کا شکار ہونا بتایا۔[9] اور ساتھ ہی بیچنے والے کو تلقین بھی کی جس کا حاصل یہ کہ بیوپار انصاف سے کچھ زائد سامان تول کر خریدار کو دیا کرے۔[10] ◉ جانور کے سودے سے پہلے چند دن تک اس کا دودھ نہ دوہ کر تھنوں میں روکنے سے منع فرمایا تاکہ تھنوں میں کئی دنوں کے جمع شدہ دودھ سے وہ دھوکے میں نہ رہے۔[11]

4 **فضول خرچی:** خوراک، لباس، سواری اور تعلیم وغیرہ پر مناسب اخراجات یقیناً ضروریاتِ زندگی میں سے ہیں مگر ضروریات سے ہٹ کر سہولیات وغیرہ پر چھوٹے بڑے فضول خرچوں کی بات کی جائے تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس پر قدغن لگائی ہے۔ آپ نے یقین دہانی کروائی کہ میانہ روی کرنے والا محتاج نہیں ہوگا۔[12] اور اخراجات میں میانہ روی کو آدھی معیشت قرار دیا۔[13] جو کہ اقتصادیات میں آپ کی مہارت و بصارت کا ثبوت ہے کیونکہ مال بچا بچا کر سرمائے میں لگانا معاشی قوت و اضافے کے اہم اصولوں میں سے ہے اور فضول خرچی اس میں بڑی رکاوٹ۔

5 **ذخیرہ اندوزی:** خوراک چونکہ بنیادی ضرورت ہے اس لئے زیادہ تر اسی کی ذخیرہ اندوزی کی جاتی ہے اور لوگ زیادہ مجبور بھی اسی کیلئے ہوتے ہیں، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس غیر اخلاقی حرکت کا نتیجہ جذام و مفلسی کا شکار ہونا بتایا۔[14] ذخیرہ اندوزی سے روکنا بھی آپ کی بہترین معیشت دانی کا ثبوت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے ذخیرہ اندوز بظاہر تو خوشحال ہوجاتے ہیں مگر قومی معیشت کا بیڑا غرق ہوجاتا ہے جبکہ بہترین معیشت، ملکی و قومی خوشحالی سے عبارت ہے۔

معیشت کو مضبوط کرنے والے عوامل

اہلِ اسلام کی معیشت پہاڑ کی طرح مضبوط ہو، اس سے اسلام کو فائدہ پہنچے، مسلمانوں کو مالی طور پر زیر نہ کیا جاسکے، یہ غیروں کے محتاج نہ ہوں غیر ان کے محتاج ہوں اس کے لئے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معیشت و آمدن میں اضافے، مال کی منصفانہ تقسیم اور قومی خوشحالی وغیرہ کے جو ذرائع ہیں ان کی دلکشی واضح کی تاکہ مسلمان ان کی طرف لپکیں مثلاً ◉ معیشت کے لئے تجارت میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے تجارت کی افادیت کو یوں واضح فرمایا، رزق کے دس میں سے نو حصے فقط تجارت میں ہیں۔[15] ظاہر ہے کہ تجارت وسیع ہونے سے روزگار کے ذرائع بڑھتے، نفع پھلتا پھولتا اور اجتماعی طور پر مالی خوشحالی آتی ہے ◉ یونہی زکوٰۃ و صدقات بروقت مستحق افراد کو دینے کی مختلف مواقع پر تاکید فرمائی۔[16] بلکہ اس کے مالی فائدے بھی بتائے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے سے مال کا شر دور ہوگا۔[17] اور صدقہ مال کو بڑھاتا ہے۔[18] سُبْحٰنَ اللہ! اللہ کے رسول اقتصادیات میں کتنے ماہر تھے کہ مسلمانوں کو حسنِ معیشت کا نہایت آسان اصول بتا دیا، واقعی اگر تمام مالدار اسلام کے نظامِ زکوٰۃ کے مطابق سالانہ اپنی زکوٰۃ حقداروں کو دیں تو قوم بہت جلد مفلسی کے شکنجے سے آزاد ہوکر خوشحال ہوجائے۔

◉ یونہی آپ نے زراعت و شجرکاری کی طرف جو دلچسپی دلائی اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی شجرکاری یا زراعت سے انسان یا حیوان کو فائدہ پہنچے تو یہ اس کیلئے صدقہ ہے۔[19] آپ

نے زمینداروں کو اپنی زمین میں خود کاشتکاری کرنے یا اس کے لئے کسی مسلمان بھائی کو (کرائے پر) دینے کا فرمایا[20] بلکہ عملی طور پر خود بھی یہی کیا۔[21] غور کیجئے کہ معیشت میں زراعت و شجرکاری کی اہمیت جو آج سبھی جانتے ہیں کہ ان سے اناج غلہ سبزیاں اور پھل حاصل ہوتے ہیں، انسان، چرند، پرند کو فائدہ ملتا ہے، زمین سونا اگلتی ہے اور بہت سی معاشی راہیں کھلتی ہیں، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صدیوں پہلے ہی اہلِ اسلام کو اس طرف راغب فرمایا تھا۔

وراثت: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وراثت بیٹوں، بیٹیوں، ماں اور بیوی اور دیگر رشتہ داروں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا، تقسیمِ میراث میں دورِ جاہلیت کے دستور کے خلاف شریعتِ محمدی کے اس انقلابی اقدام میں موروثی مال کی تقسیم کا دائرہ پہلے سے وسیع تر کر دیا گیا، عورتیں بھی وراثت کی حقدار بنائی گئیں جو کہ حسنِ معیشت کے لئے مفید ہے کیونکہ مال کی زیادہ ہاتھوں میں رسائی، معیشت کی بہتری کی ضامن ہے۔

شراکت داری: خوبیِ معیشت میں شراکت کی بھی بڑی اہمیت ہے کیونکہ معاشرے میں کئی لوگ سرمایہ دار تو ہوتے ہیں مگر کام کا وقت، صلاحیت یا ہمت نہیں ہوتی جبکہ بہت سوں کے پاس یہ سب ہوتا ہے مگر سرمایہ نہیں ہوتا، شراکت داری ان سب کو ایک دوسرے کا بازو بناتی ہے اور شاہینِ معیشت پرواز کی بلندی چھونے لگتا ہے۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد یک وقت کثیر پردیسی افراد کا مدینے میں مقیم ہو جانا وہاں کی معیشت کیلئے بہت بڑا چیلنج تھا، مگر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جیسے زبردست معیشت دان نے بروقت عقدِ مواخات (جو درحقیقت شراکت ہی تھی) کے ذریعے اس چیلنج کو بآسانی پورا کیا۔ آپ نے شراکت داری کو فروغ دینے کے لئے ایماندار شراکت داروں کو اللہ پاک کا ساتھ نصیب ہونے کی خوشخبری بھی سنائی۔[22]

اچھا ہنر سکھایئے: حسنِ معیشت میں محنت کشی، ہنرمندی اور دستکاری کی اپنی ہی اہمیت ہے، جس قوم میں محنت کش، ہنرمند و دستکار لوگ ہوتے ہیں وہ معاشی پسماندگی سے محفوظ رہتی ہے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اقتصادی نگاہوں سے یہ بات بھی پوشیدہ نہ تھی یہی وجہ ہے کہ آپ نے ہنرمندی و محنت کشی میں اہلِ اسلام کی دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ایک ہنرمند و زرہ ساز نبی حضرت داؤد کا ذکر کرتے ہوئے ہاتھ کی کمائی کو بہترین رزق قرار دیا۔[23] جس سے ہنر و دستکاری کی اہمیت کا پتا چلتا ہے۔

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت و فرامین کے سورج کی صرف چند کرنوں کا یہاں بہت مختصر ذکر کیا گیا ہے جو آپ کی معاشیاتی مہارت کا پتا بھی دیتی ہیں اور Direct یا indirect معیشت و اقتصاد کی تاریک راہوں کو جگمگانے کے لئے بھی کافی ہیں، اگر انہیں سنجیدگی سے اپنایا جائے تو تھوڑی مدّت میں معیشت کا بیڑہ ترقی کی جانب گامزن ہو جائے۔

اللہ پاک ہمیں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے گہری محبت اور آپ کی سیرت اپنانے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ 25، الزخرف:32 (2) مسلم، ص663، حدیث:4093 (3) معجم اوسط، 1/550، حدیث:2026 (4) مسلم، ص64، حدیث:284 (5) مسلم، ص64، حدیث:284 ماخوذاً (6) ابوداؤد، 4/381، حدیث:4971 ماخوذاً (7) مسلم، ص668، حدیث:4126 ماخوذاً (8) ابن ماجہ، 3/59، حدیث:2247 ماخوذاً (9) ابن ماجہ، 4/368، حدیث:4019 ماخوذاً (10) ابن ماجہ، 3/47، حدیث:2222 ماخوذاً (11) بخاری، 2/32، حدیث:2148 ماخوذاً (12) مسند امام احمد، 2/157، حدیث:4269 ماخوذاً (13) شعب الایمان، 5/254، حدیث:6568 ماخوذاً (14) ابن ماجہ، 3/15، حدیث:2155 (15) موسوعۃ امام ابن ابی الدنیا، 7/451، حدیث:213 ملخصاً (16) بخاری، 1/471، حدیث:1395 (17) معجم اوسط، 1/431، حدیث:1579 ماخوذاً (18) الترغیب والترہیب للاصفھانی، ص364، حدیث:624 ماخوذاً (19) بخاری، 2/85، حدیث:2320 ماخوذاً (20) بخاری، 2/91، حدیث:2340 ماخوذاً (21) مسلم، ص645، حدیث:3966 ماخوذاً (22) ابو داؤد، 3/350، حدیث:3383 ماخوذاً (23) بخاری، 2/11، حدیث:2072 ماخوذاً۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہم نشینی

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہم نشینی کے جس ایک لمحہ نے ایمان والوں کو ایک عام انسان سے اٹھا کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بلند مرتبہ صف میں کھڑا کیا تھا اسی لمحے نے عزت و عظمت کا تاج ان کے سروں پر بھی سجا دیا۔ بابرکت ہم نشینی کا یہ پُرکیف اور لطف اندوز سلسلہ مسلسل چلتا رہا لیکن اس کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں تھا، جس کو جیسا موقع ملا اس نے شرف پالیا، کبھی سفر میں تو کبھی حضر میں، کبھی اجتماع میں تو کبھی تنہائی میں، کبھی دن میں تو کبھی رات میں، امیر ہو یا غریب سبھی حاضر ہوتے، البتہ عورتوں کو مسائل سکھانے کے لئے علیحدہ وقت مخصوص کر دیا گیا تھا۔

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ گزارے ہوئے ہم نشینی کے یادگار اور حسین لمحات جس صحابی کو جس قدر یاد رہے اور ان حسین یادوں کو آگے بڑھانے کا جس کو جتنا سنہری موقع مل سکا ہر ایک نے اپنی اپنی طاقت و استعداد کے مطابق ان لمحات کو آگے بڑھانے اور امت تک پہنچانے کا اعزاز پایا۔ اور پھر صحابہ و تابعین سے ہوتے ہوئے عُلَما، محدثین اور سیرت نگاروں تک ہم نشینی اور مجلسِ مُصطَفوی کی یہ حسین یادیں تحریری صورت میں منتقل ہوتی رہیں اور دلوں کے خالی خانوں کو عشقِ مصطفےٰ کے پانی سے سیراب کرتی گئیں۔

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اخلاق کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو کیا بیان کروں؟ میں تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پڑوسی تھا، جب نزولِ وحی ہوتا تو رسولِ کریم مجھے بُلوالیتے اور میں وحی لکھ لیتا، جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو رسولِ کریم اس میں ہمارا ساتھ دیتے، جب کھانے کا تذکرہ کرتے تو رسولِ کریم ہمارے ساتھ گفتگو میں شریک رہتے۔[1]

آئیے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہم نشینی پانے والوں پر ہونے والی کرم نوازیوں کے چند مختلف انداز ملاحظہ کیجئے:

ہم نشینی کا حق بیان کرتے ایک مرتبہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کے لئے اپنی جگہ سے سَرک گئے، اس نے عرض کی: یارسولَ اللہ! جگہ تو کشادہ موجود ہے، ارشاد فرمایا: مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے، (تو) اس کے لئے سرک جائے۔[2]

ہم نشینوں پر سختی نہ کرتے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ کبھی کسی کو نازیبا کلمات کہے، نہ کبھی کوئی کلمہ بے حیائی کا زبان سے نکالا اور نہ کسی پر لعن طعن کیا، کسی پر ملامت کرنے کے وقت یہ کہہ دیا کرتے تھے: اسے کیا ہوگیا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔[3]

ہم نشینوں کی تیمارداری فرماتے خدمت گار بیمار پڑ جاتے

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

تھے تو ان کی عیادت کرتے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو اس کی بیمار پُرسی کے لئے نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لے گئے، آپ اس کے سر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: اسلام لے آ! اس نے قریب ہی موجود باپ کی طرف دیکھا۔ باپ بولا: بیٹا حضور ابوالقاسم کی بات مان لو! یہ سن کر وہ لڑکا اسلام لے آیا، نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ فرماتے ہوئے واپس ہوئے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اسے آگ سے بچالیا۔[4]

کبھی آنے والے کو بن مانگے عطا کرتے حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سخاوت کسی سائل کے سوال ہی پر محدود و منحصر نہیں تھی بلکہ بغیر مانگے ہوئے بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے لوگوں کو اس قدر زیادہ مال عطا فرمایا کہ عالَمِ سخاوت میں اس کی مثال نادر و نایاب ہے۔[5] چنانچہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو اتنی بکریاں دیں کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیانی جنگل میں سما جائیں۔ اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا: اے میری قوم تم اسلام قبول کر لو اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ فاقہ سے نہیں ڈرتے۔[6]

ڈائریکٹ اصلاح کرتے اس بارگاہ عالی میں آنے والوں میں سے کسی کی ظاہری حالت اچھی نہ ہوتی تو اس کی اصلاح بھی کی جاتی تھی لہٰذا ایک شخص رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں پَراگندہ بال اور ناپسندیدہ ہَیْئَت میں حاضر ہوا تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ عرض کی: ہاں ہے۔ فرمایا: کس قسم کا مال ہے؟ عرض کی: خدا کا دیا ہوا ہر قسم کا مال ہے اونٹ، گائے، بکریاں، گھوڑے، غلام۔ فرمایا: جب خدا نے تمہیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت و کرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہئے۔[7]

کھانے میں شریک کرتے بارگاہِ عالی میں کھانے کے لئے کچھ حاضر ہوتا تو اپنے صحابہ کو بھی اس میں شریک فرماتے ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں تازہ کھجوروں کا ایک طباق یہ کہہ کر پیش کیا کہ یہ "صدقہ" ہے۔ حضور رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اس کو ہمارے سامنے سے اٹھا کر فقرا و مساکین کو دے دو کیونکہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ حضرت سلمان فارسی دوسرے دن کھجوروں کا خوان لے کر پہنچے اور یہ کہہ کر کہ یہ "ہدیہ" ہے سامنے رکھ دیا تو حضور سید دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ کو ہاتھ بڑھانے کا اشارہ فرمایا اور خود بھی کھالیا۔[8]

ذکر و عبادت کی ترغیب دلاتے حضورِ اَقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے اور فرمایا کرتے: شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔[9]

اسی طرح جب رات کے دو تہائی حصے گزر جاتے تو اٹھتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو! اللہ کا ذکر کرو۔[10]

پاکیزہ مزاح ہوتا ایک مرتبہ (خوش طبعی کرتے ہوئے) حضرت انس سے فرمایا: اے دو کان والے![11]

ہم نشینوں کے خواب کی تعبیر بیان کی جاتی رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نمازِ صبح پڑھ کر حاضرین سے دریافت فرماتے، آج کی شب کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ جس کسی نے دیکھا ہوتا عرض کر دیتا، پھر حضور رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کی تعبیر بیان فرماتے۔[12]

روحانی طریقے سکھاتے حضرت جابر بن عبد اللہ رضیَ اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہم کو تمام اُمور میں استخارہ تعلیم فرماتے جیسے قراٰن کی سُورت تعلیم فرماتے تھے۔[13] مشہور مفسر حکیم الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: اِستخارہ کے معنی ہیں خیر مانگنا یا کسی سے بھلائی کا مشورہ کرنا، چونکہ اس دُعا و نماز میں بندہ اللہ کریم سے گویا مشورہ کرتا ہے کہ فلاں کام کروں یا

نہ کروں اسی لئے اسے اِستخارہ کہتے ہیں۔[14]

آخری لمحات میں بھی ہم نشینی کا حق ادا کرنے کا لحاظ رکھا

جب وصال مبارک کے دن قریب آنے لگے تو سب لوگوں کو مسجد میں جمع کیا، پھر حضرت فضل بن عباس رضیَ اللہ عنہما پر سہارا لیتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: میں نے کسی کو سخت کلمات کہے ہوں تو یہ میری آبرو ہے وہ انتقام لے سکتا ہے۔ میں نے کسی کی پیٹھ پر مارا ہو تو یہ رہی میری پیٹھ، وہ بدلہ لے سکتا ہے۔ میں نے کسی کا مال لیا ہو تو یہ رہا میرا مال، وہ اس میں سے لے لے۔ (بعد میں) ہرگز کوئی شخص یہ نہ کہے کہ (میں بدلہ یا انتقام لے لیتا تو) مجھے رسولُ اللہ کی طرف سے بُغض و عداوت کا اندیشہ تھا، سن لو! یہ چیز نہ میری فطرت میں رکھی گئی ہے نہ میرے اخلاق میں شامل ہے، میرے نزدیک تم میں زیادہ اچھا وہ شخص ہے کہ جس کا کوئی حق نکلتا ہو تو وہ مجھ سے لے لے تاکہ میں اپنے رَب سے پاکیزہ نفس ہو کر ملوں۔ اتنے میں ایک مرد کھڑا ہوا اور تین درہموں کا مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پوچھا: کس طرح؟ اس نے کہا: میں نے فلاں دن آپ کو قرض دیا تھا، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت فضل بن عباس کو حکم دیا کہ وہ اسے رقم ادا کر دیں۔[15]

جن خوش نصیب حضرات نے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہم نشینی کا شرف پایا اور اس دنیا سے باایمان رخصت ہو گئے انہوں نے آخرت کمالی اور اپنے پاک رب کو راضی کر لیا۔ اچھی صحبت اور اچھی ہم نشینی یقیناً آخرت کو فائدہ پہنچاتی ہیں اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اچھی صحبت اختیار کریں اور اچھے ہم نشین بنائیں، ساتھ میں اللہ کریم سے اچھے ہم نشین ملنے کی دعا بھی مانگتے رہنا چاہئے جیسا کہ حضرت علقمہ رحمۃُ اللہِ علیہ کے بارے میں ملتا ہے کہ آپ ملکِ شام پہنچے، مسجد میں داخل ہوئے پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی: اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا ترجمہ: اے اللہ! مجھے نیک ہم نشین عطا فرما دے۔ دعا کے بعد کچھ لوگوں کے پاس آئے کچھ دیر بعد ایک بزرگ تشریف لے آئے، آپ نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ جواب ملا حضرت ابو درداء۔ آپ نے کہا: میں نے اللہ سے ایک اچھا ہم نشین ملنے کی دعا کی ہے اس نے مجھے اچھا ہم نشین عطا کر دیا۔[16] پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت مبارکہ کا ہر ہر پہلو نہ صرف روشن اور بابرکت ہے بلکہ لائقِ تقلید اور زندگیوں کو سنوارنے اور نکھارنے والا ہے لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے ہم نشینوں سے اچھی اور پاکیزہ گفتگو کریں، نرمی سے پیش آئیں، ایک دوسرے کو دعائیں دیں، نماز روزے اور ذکر و درود کی ترغیب دلائیں، انہیں اچھی باتیں سمجھائیں، ان میں کوئی برائی دیکھیں تو انہیں پیار محبت سے سمجھائیں، کبھی کوئی مثال دیتے ہوئے اصلاح کریں، مریضوں کی عیادت کو جائیں، کوئی آئے تو خوش اسلوبی سے اس کا خیر مَقْدَم کریں، اسی طرح گھر والوں کو وقت دیں، خواتین کو دینی تعلیم دیں، ان کے اخراجات میں تنگی نہ کریں، بچوں کو تحفہ دیں، غلطی ہو جانے پر بے جا سختی نہ کریں، انہیں بد دعا دینے سے بچیں، انہیں اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، اچھی اور باوقار زندگی گزارنے کے آداب سکھائیں، ان میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے کی کوشش کریں، انہیں محنت کرنے اور معاشرے کا بہترین فرد بننے کا ذہن دیں، اِن شآءَ اللہ! پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی روشن سیرت پر عمل کرنے سے ہمارے دل بھی منور ہو جائیں گے اور ہماری دنیا و آخرت دونوں بہتر ہو جائیں گی۔

---

(1) طبقات ابن سعد، 1/274 (2) شعب الایمان، 6/468، حدیث: 8933 (3) بخاری، 4/108، حدیث: 6031 (4) بخاری، 1/456، حدیث: 1356 (5) سیرت مصطفٰی، ص: 624 (6) مسلم، ص 973، حدیث: 6020 (7) مسند احمد، 5/383، حدیث: 15888 (8) طبقات ابن سعد، 4/59 (9) بخاری، 1/662، حدیث: 2020 (10) ترمذی، 4/207، حدیث: 2465 (11) ترمذی، 3/399، حدیث: 1998 (12) بخاری، 1/467، حدیث: 1386 (13) بخاری، 1/393، حدیث: 1162 (14) مراٰۃ المناجیح، 2/301 (15) مصنف عبد الرزاق، 9/336، حدیث: 18364 ملتقطاً (16) بخاری، 2/544، حدیث: 3742۔

آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیارے صحابہ

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی*

جب لفظِ "صحابی" زبان سے نکلتا، کانوں میں سنائی دیتا یا کہیں لکھا ہوا نظر آتا ہے تو فوراً ایک رشتے اور نسبت کا تصور ذہن میں آتا ہے "حضور خاتمُ النّبیین محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لانے والا وہ خوش نصیب جس نے آپ کی صحبت پائی، خواہ ایک لمحہ کے لئے ہی سہی"

جی ہاں! یہ ایک تعلق ہے جو ذہن میں آتے ہی زبان "رضیَ اللہُ عنہ" کہنے کے لئے لپکتی ہے، دل و دماغ محبت، عشق، وفا، جذبۂ ایمانی اور جاں نثاری جیسی ملی جلی کیفیات سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

ہم اللہ کریم اور اس کے پیارے اور آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لانے سے مسلمان ہوئے ہیں جبکہ ایمان کی یہ دولت، اسلام کی نسبت اور قراٰن کی نعمت انہی نفوسِ قدسیہ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے وسیلے سے ہم تک پہنچی ہے۔

یہ عظیم جماعت ایسے ایسے فضائل، خصائل، خصائص اور شمائل کی مالک ہے کہ قراٰنی آیات اُن کی گفتار و کِردار پر صادق ہیں اور احادیثِ طیبات ان کی شان و عظمت بیان کرتی ہیں۔

یہی وہ عظیم گروہ ہے کہ جس کے بارے میں کہیں تو ﴿وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾[1] فرما کر اُن کے قطعی جنّتی ہونے کا اعلان فرمایا گیا ہے تو کہیں ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾[2] فرما کر اللہ کریم کی ان سے قطعی رضا اور "ہر صحابی نبی جنّتی جنّتی" کا مژدہ سنایا جاتا ہے۔

جب رسولِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دشمن کا معاملہ آتا ہے تو اِن نفوسِ قدسیہ کو بارگاہِ الٰہی سے "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ" کا لقب ملتا ہے اور جب باہمی تعلقات کی بات آتی ہے تو "رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" کے مختصر سے جملے میں صحابہ و اہلِ بیت کی سیرت کو بیان کر دیا جاتا ہے۔

صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو یہ جو مقام و عظمت اور شان و رفعت عطا ہوئی ہے، اس کا سبب عطائے الٰہی کے ساتھ ساتھ ان کی وفاداریاں اور جان نثاریاں بھی ہیں۔ آج 14 صدیاں گزر گئیں، اس کے باوجود قراٰنِ کریم ایک حرف کی بھی تبدیلی کے بغیر ہمارے پاس موجود ہے، یہ مبارک کتاب صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان نے ہی کتابی صورت میں جمع کر کے ہم تک پہنچائی ہے۔ وفاداری اور سچی محبّت کی حقیقی مثالیں دیکھنی ہوں تو صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی زندگانی کا مطالعہ کریں، محبوبِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر جانیں لٹانے کی داستانیں جاننا چاہیں تو سیرتِ صحابہ پڑھیں، آج ہمیں نظر آنے والا اسلام کا تناور

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، نائب ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

درخت کیسے ننھے پودے سے پروان چڑھا اس کا تصور جمانا ہو تو صحابۂ کرام کی محنتوں کے بارے میں جانیں۔

صحابۂ کرام کے عنوان سے یہاں کچھ اہم باتیں ہیں جن کے بارے میں ہر مسلمان کو جاننا چاہئے مثلاً:

1 صحابی کسے کہتے ہیں؟ 2 کیا جنّوں میں بھی صحابی ہیں؟ 3 کیا فرشتوں میں بھی صحابی ہیں؟ 4 کیا وصالِ ظاہری کے بعد زیارت کرنے والے صحابی ہیں؟ 5 صحابۂ کرام کی تعداد کتنی ہے؟ 6 صحابۂ کرام کے طبقات؟ 7 صحابۂ کرام کی فضیلت و مقام میں ترتیب کیا ہے؟ 8 سب سے پہلے صحابی کون ہیں؟ 9 وصال پانے والے سب سے آخری صحابی کون ہیں؟ 10 سیرتِ صحابہ کے بارے میں جاننے کے لئے کن کتابوں کا مطالعہ کریں؟

صحابی کسے کہتے ہیں؟

صحابی کہتے ہیں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی صحبت پانے یا انہیں دیکھنے والے کو لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ صحبت و زیارت رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں ہو، دیکھنے اور صحبت پانے والا مسلمان ہو اور اسلام پر ہی دنیا سے گیا ہو۔ علما و محدّثینِ عظام نے صحابی کی کئی تعریفات بیان کی ہیں جن میں سے جمہور محدّثین و فقہاء کے نزدیک معتبر و مستند تعریف شارح بخاری حافظ اِبنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے: اَلصَّحَابِیُّ مَنۡ لَّقِیَ النَّبِیَّ صلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم مُؤۡمِنًا بِہٖ، ثُمَّ مَاتَ عَلَی الۡاِسۡلَام یعنی جن خوش نصیبوں نے ایمان کی حالت میں اللہ کریم کے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی پر اُن کا وصال ہوا، اُن خوش نصیبوں کو "صحابی" کہتے ہیں۔[3]

خطیبِ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کُلُّ مَنۡ صَحِبَہٗ سَنَۃً اَوۡ شَھۡرًا اَوۡ یَوۡمًا اَوۡ سَاعَۃً اَوۡ رَاٰہُ فَھُوَ مِنۡ اَصۡحَابِہٖ یعنی ہر وہ (مسلمان) جس نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی صحبت پائی خواہ سال بھر، مہینا بھر، ایک دن یا ایک گھڑی یا جس نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی زیارت کی وہ آپ کے صحابہ میں سے ہے۔[4]

کیا جنّوں میں بھی صحابی ہیں؟

واضح رہے کہ قومِ جنّات میں بھی صحابۂ کرام تھے جنہوں نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں اسلام قبول کیا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی صحبت بھی پائی، چونکہ جنّ بھی شریعت کے پابند ہیں اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ان کی طرف بھی رسول بن کر تشریف لائے، قراٰنِ کریم کی سورۂ جنّ میں جنّات کے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونے اور ایمان لانے کا ذکر موجود ہے۔ جنّ بھی صحابیِ رسول ہوئے ہیں، شارحِ بخاری علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے اور مزید فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی حیاتِ مبارکہ میں ایمان لانے اور صحبت پانے والے جس جنّ کا نام معلوم ہو ان کا نام صحابہ میں ذکر کرنے میں کوئی تَرَدُّد نہیں ہونا چاہئے۔[5]

کتبِ سیرت و تراجم میں ان صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے نام بھی مذکور ہیں جو قومِ جنّات میں سے تھے، ان کی تعداد اور ناموں کے حوالے سے مختلف اقوال ہیں، بعض نے 7 اور بعض نے 9 تعداد بیان کی ہے جبکہ حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ جزیرہ موصل سے 12 ہزار جنّات بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، مختلف روایات سے مجموعی طور پر چند کے نام یہ ہیں: حِسّاً، نَسَا، شاصِر، ماضِر، اَدْرَس، وَرْدان، اَحْقَب، مُنَشّی، ناشِی، عَمرو، زَوْبَعَۃ، سُرَّق، زلعب، رضوانُ اللہِ علیہم اجمعین۔[6]

کیا فرشتوں میں بھی صحابی ہیں؟

فرشتوں کا صحابہ میں شمار ہونا یا نہ ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ کیا رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم فرشتوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے یا نہیں۔[7] اس سے یوں سمجھ آتا ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ساتھ نسبتِ صحابیت کا اعتبار

اس مخلوق کا کیا جائے گا جن کی طرف آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شریعت کے احکام لے کر آئے اور جو شریعتِ اسلامیہ کے مکلّف قرار پائے، تو چونکہ جنّات اور انسانوں کے مکلّف ہونے کا قراٰنِ کریم میں بیان ہے تو شرفِ صحابیت بھی انہی میں رکھا گیا، مگر محققین کی تحقیق یہی ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جمیع کائنات کے رسول ہیں، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رسالت ساری کائنات کے لئے ہے۔

کیا وصالِ ظاہری کے بعد زیارت کرنے والے صحابی ہیں؟

شرفِ صحابیت کے لئے شرط ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ ظاہری یعنی دنیوی حیات میں زیارت و صحبت پائی ہو، اگر کسی نے پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پردہ فرمانے کے بعد اور تدفین سے پہلے جسمِ مبارک کی زیارت کی تو راجح قول یہی ہے کہ وہ صحابی نہیں ہے، اگر اسے صحابی شمار کیا جائے تو پھر تو آج کے دور میں بھی اگر کسی کو جسمِ اطہر مبارک قبر میں دیکھنے کا اتفاق ہو گیا یا کسی ولی نے بطورِ کرامت و کشف کے جسمِ اطہر دیکھا تو وہ بھی صحابی شمار ہو گا حالانکہ ایسا نہیں ہے، اگر کوئی کہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو اب بھی حیات ہیں تو اگرچہ وہ کریم آقا حیات ہیں، زندہ ہیں لیکن وہ دنیوی حیات نہیں ہے، اسی طرح اگر کسی نے خواب میں بھی زیارت کا شرف پایا تو وہ بھی صحابی شمار نہیں ہو گا۔[8]

صحابۂ کرام کی تعداد کتنی ہے؟

صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی تعداد کے بارے میں کوئی متفقہ اور معین عدد مروی نہیں ہے، مختلف اقوال میں ایک لاکھ سے زائد تعداد بیان ہوئی ہے، البتہ اس باب میں سب سے مشہور قول ابوزرعہ رازی کا ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے وقت صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی تعداد ایک لاکھ 14 ہزار سے زائد تھی۔[9]

صحابۂ کرام کے طبقات

قبولِ اسلام، ہجرت، غزوات و سرایا میں شرکت اور دیگر اہم مواقع و معاملات کے اعتبار سے صحابۂ کرام کو کچھ طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے، طبقاتِ ابن سعد میں 5 طبقات ذکر کئے گئے ہیں جبکہ امام حاکم رحمۃُ اللہِ علیہ نے 12 طبقات بنائے ہیں:

1 مکۂ مکرمہ میں اسلام قبول کرنے والے 2 دارُ النّدوہ والے 3 مہاجرینِ حبشہ 4 اصحابِ بیعتِ عقبۂ اولیٰ 5 اصحابِ بیعتِ عقبۂ ثانیہ 6 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دخولِ مدینہ سے قبل ہجرت کرکے آپ سے ملنے والے 7 اہلِ بدر 8 غزوۂ بدر اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصے میں ہجرت کرنے والے 9 شرکائے بیعتِ رضوان 10 صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصے میں ہجرت کرنے والے 11 فتحِ مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے والے 12 وہ بچّے جنہوں نے فتحِ مکہ یا حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی۔[10]

صحابۂ کرام کی فضیلت و مقام میں ترتیب کیا ہے؟

صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی دوسروں سے فضیلت اور باہم مراتب کی تفصیل کا خلاصہ کچھ یوں فرمایا ہے: بعدِ انبیاء و مرسلین، تمام مخلوقاتِ الٰہی اِنس و جن و مَلَک (یعنی انسان، جن اور فرشتوں) سے اَفضل صدّیقِ اکبر ہیں، پھر عمر فاروقِ اعظم، پھر عثمانِ غنی، پھر مولیٰ علی پھر بقیہ عشرۂ مُبشَّرہ و حضراتِ حسنین و اصحابِ بدر و اصحابِ بَیْعَۃُ الرِّضوان رضی اللہ عنہم کے لئے اَفضلیت ہے اور یہ سب قطعی جنّتی ہیں۔[11] عبارت میں فرشتوں سے مراد عام فرشتے ہیں کیونکہ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان تمام فرشتوں سے افضل نہیں ہیں بلکہ فرشتوں میں سب سے اعلیٰ درجے والے فرشتے جنہیں "ملائکہ مقربین" کہا جاتا ہے، جن میں عرش اٹھانے والے اور "رسول فرشتے" جیسے جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہمُ السّلام داخل ہیں، یہ فرشتے تمام صحابۂ کرام سے افضل ہیں۔[12]

سب سے پہلے صحابی کون ہیں؟

سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا اور رسولِ کریم صلَّی

اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پہلا صحابی ہونے کا شرف پایا اس میں مختلف اقوال ہیں اس کے بارے میں صدرالافاضل مفتی سیّد محمد نعیم الدّین مرادآبادی، امام سیوطی رحمۃُ اللہِ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: اگرچہ صحابۂ کرام و تابعین وغیر ہم کی کثیر جماعتوں نے اس پر زور دیا ہے کہ ”صدیقِ اکبر رضی اللہُ عنہ“ سب سے پہلے مومن ہیں۔ مگر بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ سب سے پہلے مومن ”حضرت علی رضی اللہُ عنہ“ ہیں۔ بعض نے یہ کہا کہ ”حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا“ سب سے پہلے ایمان سے مُشرّف ہوئیں۔ ان اقوال میں امامُ الائمّہ، سراجُ الاُمّہ، سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ نے اِس طرح تطبیق دی ہے کہ مَردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر مشرّف بایمان ہوئے اور عورتوں میں حضرت اُمُّ المؤمنین خدیجہ اور نَو عمر صاحبزادوں میں حضرت علی رِضوانُ اللہِ علیہم اجمعین۔[13]

وصال پانے والے سب سے آخری صحابی کون ہیں؟

صحابۂ کرام میں سے روئے زمین پر سب سے آخر میں وصال فرمانے والے حضرت سیّدنا ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہُ عنہ ہیں، آپ نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک حیات سے 8 سال کا عرصہ پایا، آپ کا وصال 102 ہجری میں مکۂ مکرمہ میں ہوا، آپ کے بعد دورِ صحابہ مکمل ہوگیا۔[14]

سیرتِ صحابہ کے بارے میں جاننے کے لئے کن کتابوں کا مطالعہ کریں؟

علمائے کرام اور محدّثین عظام نے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی مبارک سیرت و دینی خدمات پر سینکڑوں مختصر و ضخیم کتب تصنیف فرمائی ہیں۔

صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے تذکرہ و سیرت کا آغاز محدّثین عظام سے ہی نہیں بلکہ اس سے کہیں پہلے ہوچکا، تورات و انجیل میں بھی اصحابِ سرورِ کائنات کے اوصاف و کمالات کا ذکر آیا جبکہ سرکارِ دوجہاں محمد رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دنیا میں جلوہ گر ہونے کے بعد اوّلاً تو قراٰنِ کریم میں ذکر آیا، ثانیاً رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود اپنی مبارک زبان سے ارشاد فرمایا، اس کے بعد تدوینِ حدیث کے ساتھ ہی تدوینِ سیرتِ صحابہ کا بھی آغاز ہوگیا۔ اب تک سیرت و تعارفِ صحابہ پر سینکڑوں ضمنی اور مستقل کتب لکھی جاچکی ہیں، ان میں سے چند اولین اور عربی کتب کا مختصر تعارف یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

اَلطَّبقاتُ الْکُبریٰ: یہ کتاب مستطاب ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البصری معروف بہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 230ھ) کی ہے۔ اس کی پہلی دو جلدوں میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ ہے جبکہ تیسری جلد سے صحابۂ کرام کا تذکرہ ہے۔ آپ نے کتاب کو طبقات کے اعتبار سے مرتب کیا ہے، اور تابعین کا بھی ذکر کیا ہے جبکہ آخری جلد میں صحابیات کا ذکرِ خیر ہے۔ یہ اپنے موضوع پر نہایت عُمدہ اور بہترین کتاب ہے۔

اَلِاسْتِیْعَاب فِی مَعْرِفَةِ الْاَصْحَاب: یہ حضرت سَیّدنا ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 463ھ) کی تصنیف ہے۔ آپ نے کوشش فرمائی ہے کہ سابقہ کتب میں جن جن صحابۂ کرام کا تذکرہ مل جاتا ہے اور دیگر کتب میں شامل نہیں رہا ان سب کو بھی اپنی اس کتاب میں ذکر کریں، اسی لئے اس کا نام بھی ”الاستیعاب“ رکھا، البتہ پھر بھی بعض صحابۂ کرام کا تعارف اس میں مذکور نہیں۔ اس کتاب میں 3500 صحابہ و صحابیات کا ذکرِ خیر ہے، کتاب 4 حصوں میں تقسیم ہے، اسمائے صحابہ، کنیتِ صحابہ، اسمائے صحابیات، کنیتِ صحابیات۔ علامہ ابنِ عبدالبر نے ہر حصے کو حروفِ تہجی (ا، ب، ت) کے حساب سے ترتیب دیا ہے۔

اُسْدُ الْغَابَة فِی مَعْرِفَةِ الصَّحَابَة: یہ مشہور مؤرخ حضرت علامہ عزالدین ابوحسن علی بن محمد بن محمد معروف بہ علامہ ابنِ اثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 630) کی تالیفِ لطیف ہے۔ اس کتاب کی ترتیب بھی حروفِ تہجی کے حساب سے ہے، علامہ

ابنِ اثیر نے اس ترتیب کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ باپ اور دادا تک کے نام میں بھی حروفِ تہجی کی ترتیب کو برقرار رکھا ہے۔ اس میں 7 ہزار سے زائد کا تذکرہ ہے۔

اَلْاِصَابَة فِی تَمْیِیْزِ الصَّحَابَة: یہ مبارک کتاب حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن احمد بن علی عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:852ھ) کی تالیف ہے۔ آپ نے صحابۂ کرام کا تذکرہ اسد الغابہ کی ترتیب پر کیا ہے۔ یعنی پہلے صحابۂ کرام باعتبار اسماء، پھر وہ جو کنیت سے معروف ہیں، اس کے بعد آخری جلد میں صحابیات اور آخر میں کنیت سے معروف صحابیات کا ذکر کیا ہے۔

ان کے علاوہ بھی سیرتِ صحابہ پر کثیر مستقل کتب ہیں جبکہ سینکڑوں کتابیں ضمناً ذکرِ صحابہ پر مشتمل ہیں۔

ذکرِ صحابۂ کرام اور دعوتِ اسلامی

دعوتِ اسلامی کے علمی و تحقیقی ادارے "المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)" سے بھی صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی سیرت اور شان و عظمت پر کئی کتب و رسائل شائع ہوئے ہیں، ان کی فہرست درج ذیل ہے:

1 فیضانِ صدیقِ اکبر (صفحات:735)، 2 شانِ صدیقِ اکبر (صفحات:17)، 3 عاشقِ اکبر (صفحات:64)، 4 اقوالِ صدیقِ اکبر (صفحات:17)، 5 فیضانِ فاروقِ اعظم (2 جلدیں) (صفحات:1720)، 6 کراماتِ فاروقِ اعظم (صفحات:48)، 7 کراماتِ عثمانِ غنی (صفحات:32)، 8 حضرتِ عثمان بھی جنتی جنتی (صفحات:17)، 9 کراماتِ شیرِ خدا (صفحات:98)، 10 مولا علی کے 72 ارشادات (صفحات:17)، 11 خلفائے راشدین (صفحات:339)، 12 حضرت سَیِّدُنا ابو عبیدہ بن جراح (صفحات:60)، 13 حضرت سَیِّدُنا زبیر بن عوام (صفحات:72)، 14 فیضانِ سعید بن زید (صفحات:46)، 15 حضرت سَیِّدُنا سعد بن ابی وقاص (صفحات:89)، 16 حضرت سَیِّدُنا عبد الرّحمٰن بن عوف (صفحات:128)، 17 حضرت سَیِّدُنا طلحہ بن عبید اللہ (صفحات:56)، 18 فیضانِ حضرت عبد اللہ بن زبیر (صفحات:17)، 19 فیضانِ امیرِ معاویہ (صفحات:288)، 20 سیرتِ سَیِّدُنا ابو درداء (صفحات: 75)، 21 صحابۂ کرام کا عشقِ رسول (صفحات:274)، 22 صحابی کی انفرادی کوشش (صفحات:124)، 23 ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی (صفحات:24)، 24 فیضانِ خدیجۃ الکبریٰ (صفحات:84)، 25 فیضانِ عائشہ صدیقہ (صفحات:608)، 26 فیضانِ امہاتُ المؤمنین (صفحات:367)، 27 اُمہات المؤمنین (صفحات:59)، 28 شانِ خاتونِ جنت (صفحات:501)، 29 آقا کے شہزادے وشہزادیاں (صفحات:137)، 30 امام حسن کی 30 حکایات (صفحات:28)، 31 امام حسین کی کرامات (صفحات:64)، 32 امام حسین کے فضائل (صفحات:17)، 33 امام حسین کے واقعات (صفحات:17)، 34 کربلا کا خونیں منظر (صفحات:40)، 35 سوانحِ کربلا (صفحات:192)، 36 آئینۂ قیامت (صفحات:108)، 37 فیضانِ اہلِ بیت (صفحات:37)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تعالیٰ صحابۂ کرام علیہم الرّضوان کے تذکرہ و سیرت پر دعوتِ اسلامی کے 7 زبانوں میں شائع ہونے والے کثیر الاشاعت میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں بھی مضامین شامل ہوتے ہیں۔

اللہ کریم ہمیں ان عظیم نفوسِ قدسیہ کی سیرت کا مطالعہ کرنے اور اپنی زندگیوں کو ان کی سیرت کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) ترجَمۂ کنزُالایمان: اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔ (پ27، الحدید:10) (2) ترجَمۂ کنزُالایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ (پ30، البینۃ:8) (3) نخبۃ الفکر، ص111 (4) الکفایۃ فی علم الروایۃ، ص51 (5) فتح الباری، 7/4 (6) فتح الباری، 8/674، الاصابہ، 2/468-3/286 (7) فتح الباری، 7/4 (8) فتح الباری، 7/4 (9) تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، جزء2، ص675 (10) تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، جزء 2، ص681 (11) بہارِ شریعت، 1/241، 249 بتغیر قلیل (12) ہر صحابیِ نبی جنتی جنتی، ص3 (13) تاریخ الخلفاء، ص26 (14) مرقاۃ المفاتیح، 7/675، تحت الحدیث:4070۔

(قسط:01)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آباءواجداد

Blessed Ancestors of Rasoolullah صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ان میں سے انسان کو فضیلت دی، پھر انسانوں کو دو حصوں عرب وعجم میں تقسیم کیا، ان میں عربوں کو فضیلت دی، پھر اہلِ عرب کے کئی قبیلے بنائے، ان میں سے قبیلۂ قریش کو فضیلت دی، پھر قبیلۂ قریش میں کئی خاندان بنائے، ان میں خاندان بنی ہاشم کو فضیلت دی اور ہمارے آقا محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بنی ہاشم سے پیدا فرمایا چنانچہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: اللہ پاک نے مخلوق بنائی تو مجھے بہترین مخلوق (انسانوں) میں رکھا، پھر اس کے دو حصے (عرب و عجم) کئے مجھے ان میں سے بہتر حصے (عرب) میں رکھا، پھر قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے (قریش) میں رکھا اور خاندان بنائے تو مجھے بہترین خاندان (بنو ہاشم) میں پیدا فرمایا، تو میں ان سب میں اچھی ذات والا ہوں اور میرا خاندان بھی تمام خاندانوں سے بہتر ہے۔[1]

مسلم شریف کی حدیثِ پاک ہے: اللہ پاک نے اولاد اسماعیل میں سے بنی کِنانہ کو منتخب فرمایا اور اولادِ کِنانہ میں سے قریش کا انتخاب فرمایا، اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا، اور بنی ہاشم میں سے مجھے شرفِ انتخاب بخشا۔[2] حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: مَیں نے تمام زمین کی سمتوں اور گوشوں کو چھان مارا مگر نہ تو مَیں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بہتر کسی کو پایا اور نہ ہی مَیں نے بنی ہاشم کے گھر سے بہتر کوئی گھر دیکھا۔[3] علّامہ عبد الرؤف مُناوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی اصل (ماں باپ) کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر ہیں کیونکہ آپ پُشت دَر پُشت پاک صُلبوں اور رَحموں میں (نکاح کے ذریعے) منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبدُ اللہ کی پُشت میں پہنچے۔[4] حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جب اسلام نہیں لائے تھے اور ہرقل کے دربار میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نسب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: هُوَفِيْنَا ذُوْ نَسَبٍ یعنی وہ ہم سب میں سے عالی نسب والے ہیں۔[5] ہمارے پیارے نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آباؤاجداد اللہ پاک کی توحید کے قائل تھے۔ قیامت اور حساب کتاب پر ایمان رکھتے تھے اور دینِ ابراہیمی کے احکام کو مانتے تھے۔ ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں:

* رکن مرکزی مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ یعنی میں پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔[6] اس حدیث پاک کے تحت علما فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوا سے لے کر آپ تک آپ کے سارے آباءواجداد میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا کیونکہ کافر کو پاکیزہ نہیں کہا جاسکتا۔[7] ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب اپنے نسب کا تذکرہ فرماتے تو حضرت عدنان تک بیان فرماتے۔ تمام محدثین، سیرت نِگار اور علمائے اَنساب حضرت عدنان تک نسب نامہ پر اتفاق کرتے ہیں۔ یہ نسب یوں ہے: حضرت محمد (رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدِ مَناف بن قُصَی بن کِلاب بن مُرہ بن کَعب بن لُوَی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خُزیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مُضَر بن نِزار بن مَعَد بن عدنان۔[8]

مختصر تذکرہ حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آباءواجداد

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیدائش 12ربیعُ الاوّل مطابق 20اپریل 571ء کو وادیِ بطحا مکہ شریف کے معزز ترین قبیلے قریش کے خاندان بنی ہاشم میں ہوئی۔ آپ کا نسب حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السّلام سے مل جاتا ہے۔ آپ وجۂ تخلیقِ کائنات، محبوبِ خدا، امامُ المُرسلین، خاتمُ النَّبِیّٖن اور کائنات کی اَکمل و اَجمل و مؤثر ترین شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ نے 40 سال کی عمر میں اعلانِ نبوت فرمایا۔ 13 سال مکہ شریف اور 10 سال مدینہ شریف میں دینِ اسلام کی دعوت دی۔ اللہ پاک نے آپ پر اپنی عظیم کتاب قراٰنِ کریم نازل فرمائی۔ آپ نے زندگی کے آخری سال حج فرمایا جس میں تقریباً ایک لاکھ 24ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے شرکت کی۔ آپ نے 12ربیعُ الاوّل 11ھ مطابق 12 جون 632ء کو مدینۂ منوّرہ میں وصالِ ظاہری فرمایا۔ اللہ پاک کے آپ پر بے شمار دُرُود اور سلام ہوں۔[9]

1 حضرت عبداللہ

حضرت عبداللہ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے،[i] والد کے لاڈلے، حسن و جمال، حُسنِ اَخلاق اور شرم و حیا کے پیکر تھے۔ آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنتِ عَمرو بن عائذ مَخزومی ہیں۔[10] آپ کے والد نے منت مانی کہ اللہ پاک نے مجھے دس بیٹے عطا کئے اور سب جوان، صحت مند اور مددگار ہوئے تو میں ایک کو راہِ خدا میں قربان کروں گا۔ جب حضرت عبداللہ 18، 20 سال کے ہوئے تو آپ نے منت پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ قرعہ اندازی ہوئی تو حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔ آپ انہیں قربان کرنے لگے تو سردارانِ قریش رکاوٹ بن گئے اور حجاز کی عَرافہ سے مشاورت کا طے ہوا۔ اس نے کہا کہ دس اونٹوں اور عبداللہ کے نام سے قرعہ اندازی کرو، اگر اونٹوں کا قرعہ نکل آئے تو انہیں ذبح کر دینا اور اگر عبداللہ کا نام نکل آئے تو دس اونٹوں کو مزید بڑھا دینا۔ اس کے مطابق عمل ہوا تو جب اونٹوں کی تعداد 100 ہوگئی تو اونٹوں کا قرعہ نکل آیا۔ حضرت عبدالمطلب نے 100 اونٹ ذبح کئے یوں حضرت عبداللہ کی جان بچی، اس پر مکۂ مکرمہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔[11] اس واقعہ کے بعد والدِ مصطفےٰ حضرت عبداللہ کا لقب "ذبیح" ہوا۔ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عرب کے ایک دیہاتی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر کہا: یَا ابْنَ الذَّبِیْحَیْن اے دو(2) ذبیحوں کے بیٹے! رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ

(i) جب یہ نذر پوری کی گئی اس وقت آپ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ بعد میں آپ کے دو بھائی حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تھے۔ (مواہب لدنیہ، 1/58)

سُن کر مسکرائے۔[12] ایک روایت میں ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود بھی ارشاد فرمایا: میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں یعنی اسماعیل (علیہ السّلام) اور عبدُاللہ۔[13]

حضرت عبدُاللہ روشن و خوبصورت چہرے والے مکہ کے سب سے حسین نوجوان تھے، کچھ عورتوں کی جانب سے آزمائش آئی مگر آپ اپنی پارسائی و شرافت کی حفاظت میں کامیاب ہوئے۔ آپ کا نکاح مکہ شریف کے معزز گھرانے بنوزہرہ کے سردار وہب بن عبدِمَناف کی نہایت نیک و پارسا بیٹی حضرت آمنہ [ii] سے ہوا، جو اس وقت قریش کی عورتوں میں حسب و نسب میں سب سے افضل تھیں۔[14] شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت عبدالمطلب نے آپ کو ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام بھیجا، وہاں آپ بیمار ہوگئے، واپس جب مدینہ شریف پہنچ کر ننھیال بنو عَدی بن نَجّار میں قیام فرمایا تو بیماری طویل ہوگئی، قافلے والے مکہ شریف آگئے مگر آپ وہاں ایک ماہ بیمار رہ کر وفات پاگئے۔ اس وقت آپ کی عمر 25 سال تھی۔ آپ کی تدفین مدینہ شریف کے محلے بنوعدی کے دارُ النّابِغہ میں کی گئی۔ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کی وفات کے وقت اپنی امی جان کے شکم میں تھے۔ حضرت عبدُاللہ نے اپنے تَرکے میں 5 اونٹ، چند بکریاں اور ایک حبشی نسل کی کنیز حضرت اُمّ اَیمن بَرَکہ کو چھوڑا۔[15]

2 حضرت عبدالمطلب

حضرت عبدالمطلب کی پیدائش اپنے نانا، قبیلہ خزرج کے سردار عَمرو بن زید بن لبید خَزْرَجی کے ہاں مدینہ شریف (اس وقت اس کا نام یثرب تھا) میں ہوئی۔ آپ کی والدہ سلمٰی بنت عَمرو بن زید نَجّاری خَزْرَجی ہیں۔[16] آپ کے سر میں کچھ سفید بال تھے اس لیے نام شَیبۃُ الحمد (وہ بوڑھے جن کی بڑائی و عظمت کی تعریف کی جائے) رکھا گیا۔ آپ کی کنیت ابوالحارث اور ابوالبطحاء ہے۔ آپ نے بچپن کے سات سال مدینہ شریف میں گزارے۔[17] جب آپ سات سال کی عمر کو پہنچے تو ان کے چچا مطلب انہیں لے کر مکۂ مکرمہ آگئے، جب کوئی پوچھتا تو آپ کہتے کہ یہ عبدِ مطلب (مطلب کا غلام) ہے، اس کے بعد آپ عبدالمطلب کے لقب سے ہی پکارے جانے لگے۔ جب آپ جوان ہوئے تو رِفادہ [iii] اور سِقایہ [iv] کے منصب آپ کو سونپ دیئے گئے۔[18] حضرت عبدالمطلب طویل قد والے، بہت خوبصورت، قوی و مضبوط جسم کے مالک، سنجیدہ و بردبار، نہایت سخی اور ان تمام برائیوں سے پاک تھے جو مَردوں کو بگاڑنے والی ہیں۔[19]

آپ اپنی بلند ہمتی، خصائل حمیدہ، جوانمردی اور جود و عطا کی وجہ سے اہلِ مکہ کی آنکھوں کے تارے تھے، سرداروں والے تمام اوصاف آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ کے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹتی تھیں، نقش و نگار سے برکت کے آثار

(ii) حضرت آمنہ کے والد وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ہیں۔ آپ کا شجرہ زہرہ بن کِلاب میں حضرت عبداللہ سے مل جاتا ہے۔ جبکہ حضرت آمنہ کی والدہ بَرّہ بنتِ عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار بن قصی ہیں۔ ان کا شجرہ عبد الدار بن قصی میں حضرت عبداللہ سے ملتا ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص48)

(iii) رِفادہ: اس منصب کے تحت حاجیوں کو کھانا کھلانے اور ان کی حاجات پوری کرنے کی ذمّہ داری نبھائی جاتی تھی، قریش اپنے اموال اس منصب پر فائز سردار قریش کو جمع کرواتے تھے۔ یہ منصب عبدِ مناف پھر ہاشم پھر عبد المطلب پھر ابوطالب اور پھر حضرت عباس اور ان کی اولاد کو حاصل رہا۔ خلفائے راشدین کے دور میں بھی بنو عباس کو یہ منصب حاصل رہا۔ (السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1 / 25)

(iv) سِقایہ: اس منصب کے تحت حاجیوں کو پانی پلایا جاتا تھا۔ یہ منصب عبد مناف پھر ہاشم پھر مطلب کے پاس رہا۔ جب حضرت عبدالمطلب جوان ہوئے تو چچا نے یہ منصب ان کے حوالے کر دیا، ان کے چچا نوفل نے ان سے یہ منصب لے لیا مگر انہوں اپنے ننھال بنو عدی بن نجار کی مدد سے واپس لے لیا۔ پھر یہ ابوطالب اور اس کے بعد حضرت عباس کے پاس چلا گیا۔ (السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1 / 25، 26 ملخصاً)

نمایاں ہوتے، جسم سے مشک اذفر کی خوشبو آیا کرتی اور دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ انہوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر رکھی تھی یعنی اسے ہرگز نہ پیتے جبکہ یہ عادت اہلِ مکہ میں عام تھی۔ حضرت عبدالمطلب بہت عبادت گزار تھے، جیسے ہی رمضان کا چاند نظر آتا، غارِ حراء میں عبادت کے لئے چلے جاتے۔ جب قحط سالی ہو جاتی تو لوگ آپ کے وسیلے سے دعا کرتے، آپ کی برکت سے موسلا دھار بارش برسنے لگتی۔ آپ مسکینوں کو کھانا کھلاتے اور غریبوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ اپنی اولاد کو وعظ و نصیحت کرتے، انہیں ظلم سے باز رہنے کی تلقین کرتے، حسنِ اخلاق سکھاتے، گھٹیا کام کرنے سے روکتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی اولاد میں بھی یہ اوصاف موجود تھے۔[20]

آپ قریش میں بڑے مرتبہ و شان والے تھے۔ قوم آپ کی اطاعت کرتی اور آپ کی عزت و احترام کرنا اپنے لئے سعادت سمجھتی تھی۔[21] آپ کی سخاوت اور غریبوں اور بے کسوں کی مدد کی وجہ سے اہلِ قریش آپ کو الفیض (فیاض و سخی) کے لقب سے پکارتے تھے۔[22] برسوں پہلے آبِ زَم زَم کا کنواں بند کر دیا گیا تھا۔ اللہ پاک کی مدد و نصرت سے آپ نے اپنے بڑے بیٹے حارث کی مدد سے کھدائی کر کے اسے تلاش کر لیا۔[23] اللہ پاک نے آپ کو 13 بیٹے عطا فرمائے جو بہادری میں لاجواب تھے۔ آپ کے دورِ سرداری میں یمن کے عیسائی حکمران اَبرہہ نے صَنْعَا میں کلیسا بنوایا، اسے سونے سے آراستہ کیا اور لوگوں کو اس کا حج کرنے اور طواف کرنے کی دعوت دی۔ ایک عربی نے اس میں بَول و بَراز کر دیا، جس کی وجہ سے اس کے دل میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی اور وہ اپنے لشکر کے ہمراہ مکہ شریف پر حملہ آور ہوا، اس لشکر میں ہاتھی بھی تھے اس لئے اس لشکر والوں کو اَصحابُ الفِیل کہا جاتا ہے۔ اہلِ مکہ آس پاس کے پہاڑوں پر چلے گئے مگر حضرت عبدالمطلب حرم شریف میں ہی رہے اور کعبہ شریف کے غلاف کو پکڑ کر دعا کی کہ اے میرے مولیٰ! تو اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ اللہ پاک نے سمندر کی جانب سے چھوٹے چھوٹے (اَبابیل) پرندوں کا لشکر بھیجا جن کے پنجوں اور چونچوں میں پتھر تھے۔ انہوں نے یہ پتھر لشکر پر پھینکے جس سے یہ ہلاک ہو گیا۔[24] رفادہ اور سقایہ کے منصب حضرت عبدالمطلب کے پاس تھے۔ آپ کی وفات کے بعد سقایہ کا منصب ابوطالب اور پھر حضرت عباس کے پاس آیا۔[25]

حضرت عبدالمطلب کا وصال نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عمر کے آٹھویں سال (579ء) میں ہوا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 85 یا 120 سال تھی۔[26] تدفین خاندانی دستور کے مطابق حَجُون (جنۃ المعلیٰ) میں کی گئی۔ آپ کے 13 بیٹے اور 6 بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں: عبداللہ، حمزہ، عباس، ابوطالب عبدِ مناف، زُبیر، حارث، غَیداق، ضِرار، قُثَم، مُقَوِّم، حَجْل، عبدالکعبہ، ابولہب عبدالعُزّیٰ اور بیٹیوں کے نام یہ ہیں: صفیہ، اُمِّ حکیم بَیضاء، عاتکہ، اُمَیمہ، اَرْویٰ اور بَرّہ۔[27]

---

(1) ترمذی، 5/351، حدیث:3627-5/314، حدیث:3543 (2) مسلم، ص962، حدیث:5938 (3) معجم اوسط، 4/376، حدیث:6285 (4) فیض القدیر، 2/294، تحت الحدیث:1735 (5) بخاری، 1/10، حدیث:7 (6) روح المعانی، جز7، 4/253- البحر المحیط، 7/45- تفسیرِ کبیر، 5/33 (7) السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/41 (8) بخاری، 2/573 (9) مدارج النبوت، 2/14- الجامع لاخلاق الراوی، ص478- آخری نبی کی پیاری سیرت، ص143 تا 145 (10) طبقات ابن سعد، 1/53 (11) شرح الزرقانی علی المواھب، 1/174 تا 180 ملخصاً (12) مستدرک للحاکم، 3/424، حدیث:4090 (13) شرف المصطفیٰ، 2/74 (14) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص65 (15) طبقات ابن سعد، 1/79، 80، مواھب لدنیہ، 1/63 (16) طبقات ابن سعد، 1/53 (17) سبل الھدیٰ والرشاد، 1/262 (18) السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/25، 30 (19) طبقات ابن سعد، 1/66 ماخوذاً (20) السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/30، 31 ماخوذاً (21) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص60 (22) طبقات ابن سعد، 1/66 (23) طبقات ابن سعد، 1/68 (24) تفسیر خازن، 4/407 تا 410 ماخوذاً- المورد الروی لملا قاری، ص70 (25) السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/25 (26) سبل الھدیٰ والرشاد، 1/267 (27) شرح الزرقانی علی المواھب، 4/264، 265، 488۔

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بچّوں پر شفقتیں

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دریائے رحمت سے بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں نے بھی بہت فیض لیا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بچوں پر بہت شفقت فرماتے، انہیں اپنے پاس بلاتے، گود میں اٹھاتے، سر پر ہاتھ پھیرتے، دعائیں دیتے، دینی، دنیوی اور اخلاقی تربیت فرماتے، سواری پر ساتھ سوار فرماتے اور والدین کو بھی بچوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے، اچھی تربیت کرنے اور ان کی آخرت سنوارنے کی تعلیمات دیتے۔ بچوں کی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نگاہ میں کیا حیثیت ہے اس کا اندازہ اس مبارک فرمان سے لگائیے کہ "مسلمانوں کے بچے جنت کی چڑیاں ہیں۔"[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سب سے زیادہ بچّوں پر مہربان تھے۔[2]

آیئے ذیل میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بچّوں سے محبت و شفقت کی چند روایات و واقعات ملاحظہ کرتے ہیں:

بچوں کے لئے حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعائیں اور گھٹی

صحابۂ کرام کا معمول تھا کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اسے حضور کی بارگاہ میں لاتے اور پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے برکت پانے کی تمنا کرتے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بچے کے ساتھ شفقت و محبت فرماتے اور گھٹی دیتے جیسا کہ

جب مدینہ طیبہ میں حضرت بی بی اسماء بنتِ ابو بکر رضی اللہ عنہما کے گھر بیٹا پیدا ہوا تو مسلمانوں نے خوب خوشی منائی۔ جب انہیں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں لایا گیا اور آپ علیہ السَّلام کی گود میں دیا گیا، کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے گھٹی دی، برکت کی دعا فرمائی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔[3] یہی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جوان ہو کر عظیم مجاہد و سپہ سالار بنے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میرا چھوٹا بھائی پیدا ہوا تو میں اسے حضور کی بارگاہ میں لایا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہایت شفقت و محبت سے اپنی گود میں لیا، پھر کھجور منگوائی، اپنے مبارک منہ میں چبا کر نرم کیا، جب خوب نرم ہو گئی تو میرے ننھے بھائی کے منہ میں رکھ دی۔ وہ اسے چوسنے لگا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: انصار کی کھجور سے محبت دیکھو! آپ نے اس کے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیرا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔[4]

(نوٹ: حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کن کن بچوں کے نام رکھے اس کی تفصیل کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "نام رکھنے کے احکام" پڑھئے۔)

نیا پھل پہلے بچوں کو دیتے

جب موسم کا نیا پھل نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مقدس بارگاہ میں پیش کیا جاتا تو آپ علیہ السَّلام پھل کو ہونٹوں اور آنکھوں سے لگاتے، برکت کی دعا فرماتے، پھر وہاں موجود چھوٹے بچوں کو وہ پھل عطا فرما دیتے۔[5]

بچوں کے ٹھنڈے برتن میں ہاتھ ڈالتے

فجر کی نماز کے بعد بچے اور بچیاں حضور کی خدمت میں پانی کے برتن لاتے۔ آپ ان میں اپنا مبارک ہاتھ ڈالتے تاکہ بچوں اور ان کے گھر والوں کو برکت حاصل ہو۔ سردیوں میں بھی ٹھنڈے پانی کی پرواہ کئے بغیر اپنے نرم و نازک مبارک ہاتھ پانی میں ڈبو دیتے۔[6]

حسن و حسین سے محبت

ایک بار حضور اپنے ننھے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہوئے منہ چوم رہے تھے۔ وہاں موجود ایک شخص

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

نے حیران ہو کر کہا: میرے دس بیٹے ہیں مگر میں نے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اللہ پاک بھی اس پر رحم نہیں فرماتا۔ (7)

ایک بار امام حسین رضی اللہُ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وہاں سے گزر ہوا، آپ نے امام حسین کو پکڑنا چاہا تو وہ کھیل کے طور پر اِدھر اُدھر بھاگنے لگے، حضور علیہ السّلام دیکھ کر برابر مسکراتے رہے بالآخر امام حسین کو پکڑ لیا۔ ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ان کے سر پر رکھ کر ان کا بوسہ لیا۔ اور فرمایا: حُسَيْنٌ مِنِّي وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا یعنی حسین مجھ سے اور میں حسین ہوں اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے۔ (8)

بچیوں کے لئے حضور رحمت

زمانہ جاہلیت میں بہت سے لوگ ایسے تھے جو بیٹی کی ولادت پر غصے سے لال پیلے ہو جاتے، بہت سوں نے تو زندہ بچیوں کو دفن کر دیا۔ ایک شخص نے حضور کو اپنا زمانۂ جاہلیت کا واقعہ سنایا کہ میرے ہاں لڑکی کی ولادت ہوئی۔ جب وہ کچھ بڑی ہوئی تو میں اسے بلاتا تو خوشی خوشی میرے پاس آتی (میں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تو) میں نے باہر لے جانے کے لئے اسے بلایا تو میرے ساتھ آگئی۔ گھر سے دور ایک کنویں میں دھکا دے کر اسے گرا دیا وہ مجھے ابا جان ابا جان کہتی رہی۔ یہ سن کر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ یہی واقعہ ایک بار پھر سنا تو اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ (9)

حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ صرف بچیوں کے قتل سے منع فرمایا بلکہ ان کی پرورش و تربیت پر جنت کی بشارت دی فرمانِ بخشش نشان ہے: جس پر بچیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا (یعنی ان پر خرچ کیا، اچھی تعلیم و تربیت دی اور ان کے معاملے میں تمام دشواریوں پر صبر کیا) تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کی دیوار بن جائیں گی۔ (10)

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بیٹیوں کو بیٹوں کے برابر مقام و مرتبہ اور عزت دلوائی۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس کے گھر میں لڑکی ہو وہ اسے زندہ دفن نہ کرے اور نہ اس کی توہین کرے اور نہ ہی بیٹوں کو اس پر ترجیح دے۔ تو اللہ پاک اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (11)

پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ صرف زبانی ہی نہ فرمایا بلکہ اس پر عمل بھی کر کے دکھایا:

ننھی بچی کو قیمتی ہار پہنا دیا: حضور اپنی ننھی نواسی حضرت اُمامہ رضی اللہُ عنہا سے بے حد پیار فرماتے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہی ان کی پرورش فرمائی۔ ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت میں ہدیہ پیش کیا گیا جس میں ایک قیمتی ہار بھی تھا آپ علیہ السّلام نے فرمایا: یہ میں اسے دوں گا جو مجھے بہت پیارا ہے۔ پھر آپ نے حضرت اُمامہ رضی اللہُ عنہا کے گلے میں پہنا دیا۔ (12)

یتیم بچوں کے ساتھ رحمت عالم کی شفقت

یتیم بچوں پر بھی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خصوصی شفقت ہوتی تھی آپ علیہ السّلام نے یتیموں اور بے سہاروں کو سہارا دینے کی بھی تعلیم فرمائی: فرمانِ مصطفےٰ پڑھیے: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ایک ساتھ ہوں گے جیسے دو انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں۔ (13)

شہیدِ جنگِ موتہ حضرت جعفر کے یتیم بچے: جب حضرت جعفر طیار رضی اللہُ عنہ جنگِ موتہ میں شہید ہوئے تو حضور ان کے گھر تشریف لے گئے بچوں کو پاس بلا کر سر پر ہاتھ پھیرا، پیار کیا اور حضرت جعفر کی جدائی کے غم میں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھی بھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ حضرت جعفر رضی اللہُ عنہ کے بیٹے عبد اللہ جو اس وقت بچے تھے کہتے ہیں: رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں اپنے گھر لے گئے اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا، تین دن تک ہم اس بہترین گھر میں رہے۔ (14)

شہیدِ جنگِ احد کا یتیم بچہ: غزوہ اُحد میں حضرت عَقْرَبہ رضی اللہُ عنہ جب شہید ہوگئے۔ ان کے بیٹے بشیر بن عقربہ رضی اللہُ عنہ کہتے ہیں: میں رو رہا تھا۔ کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے پاس سے گزرے تو آپ کی نگاہِ کرم مجھ پر پڑی تو فرمایا: یَاحَبِیبُ مَا یُبْکِیکَ اے پیارے کیوں روتے ہو؟ یتیموں کے والی، بے سہاروں کے سہارا، مددگار آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ میں تمہارا باپ اور عائشہ تمہاری ماں ہو جائے؟

(یعنی ہم دونوں تمہیں ماں باپ کا پیار دیں، محبت و شفقت سے پرورش کریں) فرماتے ہیں: میں نے عرض کی کیوں نہیں اور یہ سن کر میرے اداس اور غمزدہ دل کو سکون و قرار آگیا۔[15]

یتیم بچیوں کو سونے کی بالیاں پہنائیں: جلیل القدر صحابی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ان کی یتیم بچیوں کی شفقت و محبت سے پرورش فرمائی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان بچیوں کو سونے کی خوبصورت بالیاں پہنائیں جن میں قیمتی موتی لگے ہوئے تھے۔[16]

بچوں کی تربیت کا نبوی انداز

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بچوں کی تربیت کا بھی خاص اہتمام فرماتے چنانچہ

سلام میں پہل کی تربیت: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بچوں کی تربیت کے لئے بچوں کو سلام کرنے میں پہل کیا کرتے۔[17] اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے جب تم اپنے گھر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کیا کرو یہ تمہارے اور گھر والوں کے لئے باعثِ برکت ہوگا۔[18]

کھانے کی تربیت: حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں بچہ تھا حضور کی پرورش میں تھا۔ ایک دن دستر خوان پر اپنے آگے سے کھانے کے بجائے پورے برتن میں میرا ہاتھ گھوم رہا تھا۔ تو نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بسم اللہ پڑھو اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔[19]

شوقِ علم دیکھ کر مزید سیکھنے کی ترغیب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے چھوٹی عمر میں قراٰنِ کریم کی 17 سورتیں پڑھ لی تھیں۔ حضور نے ان کا شوقِ علم دیکھ کر عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔ تو انہوں نے 15 دن میں وہ سیکھ لی۔ پھر حضور نے سریانی زبانی سیکھنے کا حکم دیا تو وہ بھی 17 دن میں سیکھ لی۔ پھر حضور ان زبانوں کے خطوط آپ رضی اللہ عنہ سے پڑھوایا اور لکھوایا کرتے۔[20]

بچوں سے محبت و شفقت کا نتیجہ

یہ فطری بات ہے کہ انسان جس کے ساتھ جیسا رویہ اختیار کرتا ہے اس کے ساتھ بھی ویسا ہی انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ جو بچوں سے پیار کرتا ہے تو بچے بھی اس سے پیار کرتے ہیں۔

رسولُ اللہ کا استقبال: جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سفر سے واپس تشریف لاتے تو شوق و محبت میں بچے بھی استقبال کے لئے پہنچ جاتے۔ حضور ان میں سے کسی کو سواری کے آگے اور کسی کو پیچھے بٹھا لیتے۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور سفر سے واپس تشریف لائے تو استقبال کرنے والوں میں، میں بھی شامل تھا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے سواری پر آگے سوار کر لیا اور حضرت حسن، وحُسین میں سے ایک شہزادے آئے تو انہیں پیچھے بٹھالیا۔ یوں ہم تینوں ایک سواری پر مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔[21]

حضور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو جب بنو نجار کے محلے میں پہنچے تو چھوٹی بچیاں خوشی اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے قصیدہ پڑھنے لگیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ
یَاحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

یعنی ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے کتنے ہی اچھے ہمسائے ہیں۔

آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔[22] اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں رسولُ اللہ کی سیرت پڑھ کر اسی طرح اپنے بچوں کی تربیت کرنے اور انہیں اچھا انسان بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مسلم، ص1086، حدیث: 6701 (2) مسلم، ص974، حدیث: 6026 (3) شرح زرقانی، 2/356ملتقطاً(4) دیکھئے: معجم کبیر، للطبرانی، 25/118، حدیث: 288 (5) دعوات الکبیر، 2/112، حدیث: 512 (6) دیکھئے: مسلم، ص977، حدیث: 6042 (7) بخاری، 4/100، حدیث: 5997 (8) دیکھئے: ابن ماجہ، 1/96، حدیث: 144 (9) دیکھئے: مسند دارمی، 1/14، حدیث: 2 (10) مسلم، ص1084، حدیث: 6693 (11) ابوداؤد، 4/435، حدیث: 5146 (12) مسند احمد، 41/232، حدیث: 24704 (13) دیکھئے: بخاری، 3/397، حدیث: 5304 (14) دیکھئے: طبقات الکبری متمم الصحابہ، 2/8 (15) دیکھئے: تاریخ دمشق، 10/300 (16) دیکھئے: طبقات ابن سعد، 8/349 (17) دیکھئے: بخاری، 4/170، حدیث: 6247 (18) ترمذی، 4/320، حدیث: 2707 (19) دیکھئے: بخاری، 521، حدیث: 5376 (20) دیکھئے: تاریخ ابن عساکر، 19/302، 303 (21) دیکھئے: مسلم، ص1014، حدیث: 6268 (22) ابن ماجہ، 2/439، حدیث: 1899۔

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نام و کنیت پانے والے

مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی*

پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیّبہ کا ایک بہت اہم پہلو آپ کی جانب سے لوگوں کو نام، کنیت اور لقب دیا جانا بھی ہے۔ نام اچھے رکھنا اور اچھے ناموں سے ہی ایک دوسرے کو پکارنا نیز برے نام نہ رکھنا اور دوسروں کو برے ناموں سے نہ پکارنا یہ آپ کی عظیم تعلیمات کا حصہ ہے۔ بہت سے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنے بچّوں کا نام رکھوایا کرتے تھے جبکہ بہت سوں کے نام آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود تبدیل فرمائے، بعضوں کو کنیت عطا فرمائی، آیئے اس ضمن میں چند روایات ملاحظہ کیجئے:

حضورِ اکرم کی طرف سے عطا کئے گئے نام

1 "محمد" نام رکھا جب اُمُّ المؤمنین حضرت زینب بنت جَحْش رضی اللہُ عنہا کی بہن حضرت حَمْنَہ رضی اللہُ عنہا کے صاحبزادے حضرت محمد بن طَلْحَہ رضی اللہُ عنہما پیدا ہوئے تو ان کے والد (نام رکھوانے کے لئے) انہیں لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور "محمد" نام رکھا پھر اِنہیں اپنی کنیت اَبُوالْقَاسِم بھی عطا فرمائی۔ (1)

2 "عبدُ اللہ" نام رکھا حضرت مُطیع بن اسود رضی اللہُ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ انہیں کھجوروں کی تھیلی دی گئی، انہوں نے نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنا خواب بیان کیا، تو آپ نے پوچھا: کیا تمہاری زوجہ اُمید سے ہے؟ انہوں نے عَرض کی: جی ہاں۔ حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: عنقریب اس سے تمہارا بیٹا پیدا ہوگا۔ جب بچّہ پیدا ہوا وہ اسے بارگاہِ رسالت میں لے کر حاضر ہوئے، آپ نے اسے کھجور کی گھٹی دی، اس کا نام عبدُ اللہ رکھا اور اس کے لیے بَرَکت کی دعا بھی فرمائی۔ (2)

یاد رہے کہ عبدُ اللہ کا مطلب ہے "اللہ کا بندہ" لہٰذا یہ نام حقیقت کے عین مطابق ہے کیونکہ بلاشُبہ سبھی انسان اللہ کے بندے ہیں، اسی معنوی خوبصورتی کی وجہ سے یہ نام بہت ہی پیارا ہے، نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عبدُ اللہ بن مُطیع کے علاوہ بھی کئی صحابہ کو یہ نام عطا فرمایا ہے، جیسا کہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہُ عنہ کے صاحبزادے کے پیدا ہونے پر جب اسے بارگاہِ رسالت میں پیش کیا گیا تو حضور اکرم نے چند کھجوریں چبا کر بچے کے منہ میں ڈالیں اور اس کا نام عبدُ اللہ

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

رکھا۔[3]

3 ”اِبراہیم“ نام رکھا حضرت ابوموسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تو میں اسے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں لے گیا، آپ نے اس کا نام ”اِبراہیم“ رکھا اور اسے کھجور سے گھٹی دی۔[4]

4 ”عبدُ المُلک“ نام رکھا حضرت سیّدُنا نُبَیط بن جابر رضی اللہ عنہ بھی اپنے بیٹے کی ولادت کے بعد اسے لائے اور عرض کی: یارسول اللہ آپ اس کا نام رکھ دیجئے، آپ نے بچّے کا نام عبدُ المُلک رکھا اور اس کے لئے بَرَکت کی دعا بھی کی۔[5]

5 ”سِنان“ نام رکھا حضرت سَلَمَہ ھُذَلی رضی اللہ عنہ جو غزوۂ حُنین میں رسولُ اللہ کے دفاع کے لئے تیر برسا رہے تھے، اسی دوران اپنے ہاں بیٹا پیدا ہونے کی خوشخبری ملی تو فرمایا: رسولُ اللہ کی حفاظت کے لئے تیر برسانا مجھے اس خوشخبری سے زیادہ عزیز ہے[6] پھر بعد میں اپنے بیٹے کو بارگاہِ رسالت میں لائے، تو حضورِ اکرم نے انہیں گھٹی دی، ان کے منہ میں لعابِ دَہن ڈالا، دعا سے نوازا اور سِنان (یعنی نیزے کی نوک) نام رکھا۔[7]

6 ”مُسرِع“ نام رکھا حضرتِ سیّدُنا مُسْرِع کے پیدا ہونے پر ان کی والدہ انہیں لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسولَ اللہ! اس بچے کے والد (حضرت یاسر جُہَنی رضی اللہ عنہ) اسلامی لشکر کے ساتھ گئے ہوئے ہیں، آپ اس کا نام رکھ دیجئے، حضورِ اقدس نے بچّے کو لیا، اس پر ہاتھ پھیرا اور دُعا دی: اے اللہ! ان کے مَردوں کو کثرت عطا فرما، ان کے گناہوں کو کم تَر فرما، ان کو کسی کا محتاج نہ کر، پھر فرمایا: میں نے اس کا نام مُسرِع (جلدی کرنے والا) رکھا ہے اس نے اسلام میں جلدی کی ہے۔[8]

7 ”یحییٰ“ نام رکھا جب حضرت یحییٰ بن خَلّاد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور بارگاہِ اقدس میں لائے گئے، آپ نے کھجور چبا کر گھٹی دی اور فرمایا: میں اس کا وہ نام رکھوں گا جو حضرت یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کے بعد کسی کا نہیں رکھا گیا، پھر آپ نے ان کا نام یحییٰ رکھا۔[9]

8 ”مریم“ نام عطا فرمایا حضرت سیّدُنا ابو مریم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ! آج رات میرے ہاں بچی کی ولادت ہوئی ہے، آپ نے فرمایا: آج رات مجھ پر سورۂ مریم نازل ہوئی ہے، پھر آپ نے میری بیٹی کا نام مریم رکھ دیا اور میری کنیت ”ابو مریم“ رکھی۔[10]

حضورِ اکرم نے مختلف وجوہات سے نام تبدیل بھی فرمائے

بہت سے ایسے صحابہ بھی تھے جن کا پرانا نام کچھ اور تھا مگر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس نام کو کسی اور نام سے تبدیل فرمادیا جس کی عمومی وجہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم برے نام کو (اچھے نام سے) تبدیل کر دیا کرتے تھے۔[11] البتہ کبھی کسی اور وجہ سے بھی تبدیل فرمادیا کرتے تھے۔

برے نام کا سائیڈ ایفیکٹ حضرت سعید بن مُسَیَّب رضی اللہ عنہ نے اپنے دادا کے بارے میں بیان کیا کہ وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کی میرا نام حَزَن ہے (اس کا مطلب ہے سخت) آپ علیہ السّلام نے فرمایا: بلکہ تمہارا نام سَہل ہے۔ عرض کی کہ میرے والد نے میرا جو نام رکھا میں اسے تبدیل نہیں کروں گا۔ حضرت سعید بن مسیب بتاتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہمارے خاندان میں سخت مزاجی واکھڑپن رہا۔[12]

آیئے چند وہ روایات بھی ملاحظہ کیجئے جن میں نام کو کسی اچھے نام سے بدل دینے کا تذکرہ ہے۔

عبدِ شمس کی جگہ عبد الرّحمٰن نام رکھا حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: زمانۂ جاہلیت میں میرا نام عبدِ شَمْس (سُورج کا بندہ) تھا پھر حضورِ اکرم نے میرا نام عبدُ الرّحمٰن رکھا۔[13]

نام بدل کر مُنذِر نام رکھا حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت ابو اُسید رضی اللہُ عنہ سے ان کے نومولود بچے کے بارے میں پوچھا کہ اس بچے کا نام کیا ہے؟ عرض کی کہ فلاں ہے، آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کا نام مُنذِر ہے، تو اس دن سے ان کا نام مُنذِر پڑ گیا۔[14]

بَرّہ کی جگہ زینب نام رکھا اُمُّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحش اور حضرت زینب بنتِ ابو سلمہ رضی اللہُ عنہما دونوں ہی کا نام بَرّہ تھا (جس کا مطلب ہے "نیک") رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے بدل کر زینب رکھ دیا۔[15]

بَرّہ کے بجائے جُوَیرِیہ نام رکھا ایسے ہی اُمُّ المؤمنین حضرت جُوَیرِیہ رضی اللہُ عنہا کا نام بھی بَرّہ تھا، آپ علیہ السّلام نے بدل کر جُوَیرِیہ رکھ دیا (چونکہ بَرّہ کا مطلب ہے نیکی) تو آپ علیہ السّلام کو یہ کہا جانا ناپسند تھا کہ نیکی کے پاس سے چلا گیا۔

عاصیہ نام بدل کر جمیلہ رکھا حضرت عمر رضی اللہُ عنہ کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ (گناہ گار) سے بدل کر آپ علیہ السّلام نے جمیلہ رکھ دیا۔[16]

عاصی کے بجائے مطیع نام رکھ دیا حضرت مطیع بن اَسْوَد کا نام عاصی (گناہ گار) تھا آپ علیہ السّلام نے مطیع رکھ دیا۔[17]

تم "ابو راشد عبد الرّحمٰن" ہو حضرت ابو راشد عبدُ الرحمن رضی اللہُ عنہ 100 افراد کے وفد کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضری کے لئے آئے تھے اور اسلام سے مشرّف ہوئے، کہتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے پہلے مجھے رسولُ اللہ کے پاس بھیجا تاکہ میں انہیں آکر احوال بتاؤں، رسولُ اللہ کے پوچھنے پر جب میں نے اپنا نام ابو معاویہ عَبْدُ اللّاتِ وَ الْعُزّٰی بتایا تو آپ نے فرمایا: بلکہ تم "ابو راشِد عبدُ الرحمٰن" ہو، آپ نے میری عزت افزائی فرمائی، مجھے پہلو میں بٹھایا، اپنی چادر پہنائی اور عصا عطا فرمایا، میں نے اور میرے غلام سرحان نے وہیں اسلام قبول کرلیا، جسے رسولُ اللہ کے کہنے پر میں نے اسی وقت غلامی سے آزاد بھی کردیا۔[18]

عزیز کی جگہ عبدُ الرحمٰن نام حضرت عبدُ الرحمٰن بن اَبُو سَبْرَہ کا نام عَزیز تھا (یہ اللہ پاک کے صفاتی ناموں میں سے ہے) حضورِ اکرم نے "عبدُ الرّحمٰن" رکھا اور فرمایا سب سے اچھے نام عبدُ اللہ، عبدُ الرّحمٰن اور حارِث ہیں۔[19]

"جبّار" نام تبدیل کرکے "عبد الجبار" رکھا عبدُ الجبّار بن حارث رضی اللہُ عنہ کا سابقہ نام جبّار تھا آپ علیہ السّلام نے تبدیل کرتے ہوئے فرمایا: تم "عَبْدُ الْجَبَّار" ہو۔[20] ایسے ہی عبدُ العُزّٰی نام کو عبدُ الرّحمٰن سے اور قیّوم کو عبدُ القیّوم سے تبدیل فرمایا۔[21]

حضورِ اکرم نے کُنْیَتیں بھی عطا فرمائیں

ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے جس طرح بہت سے صحابہ کا نام رکھا اسی طرح کئی خوش نصیبوں کو کنیت بھی عطا فرمائی، آیئے اس کے بارے میں چند روایات ملاحظہ کیجئے:

1 **تم ابو صُفْرَہ ہو:** بارگاہِ رسالت میں وقتاً فوقتاً بہت سے نمائندہ گروہ جنہیں وفد بھی کہا جاتا ہے آتے رہتے تھے، ایسے ہی ایک بار ایک وفد آیا جو وفد ابو صفرہ کے نام سے مشہور ہوا، اس کا قصہ یہ ہے کہ اس میں ایک لمبے ڈیل ڈول والا، خوبصورت، نفیس و نکھری گفتگو کرنے والا نوجوان بھی تھا جو جبہ پہنے ہوئے تھا، وہ جبہ اس کے پیچھے دو ہاتھ تک زمین پر گھسٹتا جارہا تھا، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو اس کے حسن و جمال اور خدو خال پر تعجب ہوا تو پوچھا کہ تم کون ہو؟ عرض کی میں قاطع بن سارق بن ظالم ہوں، وہ بادشاہ میرے آباء و اجداد میں سے ہے جو لوگوں سے ان کی کشتیاں زبردستی چھین لیا کرتا تھا (جس کا

ذکر قراٰن میں حضرت موسیٰ و خضر علیہما السّلام کے واقعے میں کیا گیا ہے) میں شہزادہ ہوں۔ رسولِ کریم نے فرمایا کہ خود سے سارق (یعنی چور) و ظالم جیسے نام دور کرو اب سے تم ابو صفرہ ہو، تو انہوں نے اسی وقت کلمۂ شہادت پڑھ لیا اور عرض کرنے لگے کہ میرے 18 بیٹے ہیں اور آخر میں مجھے بیٹی کی دولت سے نوازا گیا ہے میں اس کا نام صفرہ رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: اب تو تم حقیقت میں ابو صفرہ (یعنی صفرہ کے باپ) ہو۔[22]

2 جب حضرت سَہْل رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور انہیں بارگاہِ رسالت میں پیش کرکے نام رکھنے کی گزارش کی گئی تو آپ علیہ السّلام نے سَہْل نام رکھا اور اَبُواُمامہ کنیت عطا فرمائی۔[23]

3 حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو "ابوہریرہ" کنیت بھی بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عطا ہوئی جو ان کے نام پر ایسی غالب آئی گویا ابوہریرہ کے علاوہ ان کا کوئی نام ہی نہیں۔[24] آپ اپنے نام "عبدُ الرّحمٰن" کے بجائے اسی کنیت سے مشہور ہیں۔

4 یونہی آپ علیہ السّلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اَبُوتُرَاب کہہ کر پکارا تو انہیں یہ کنیت اتنی عزیز ہوگئی کہ جب انہیں اَبُوتُرَاب کہہ کر پکارا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے۔[25]

5 آپ علیہ السّلام کی اپنی شہزادی حضرت رُقَیَّہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹے کی ولادت ہونے پر بچّے کا نام عبدُ اللہ رکھا اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبد اللہ مقرر فرمائی۔[26]

6 حضرت خَبَّاب بن اَرَت کے بیٹے کا نام عبدُ اللہ رکھا تو اسی وقت انہیں اَبُوعبد اللہ کنیت بھی عطا فرمائی۔[27]

اولاد نہ ہونے کی صورت میں بھی کُنْیَت رکھنا اگرچہ معروف یہی ہے کہ جس کی اولاد ہو وہی کنیت رکھتا ہے، مگر کنیت رکھنے کے لئے نہ تو اولاد ہونا ضروری ہے، نہ ہی شادی شُدہ ہونا ضروری ہے بلکہ کنیت تو بچّے کی بھی رکھی جاسکتی ہے جیسا کہ پیچھے ذکر کیا گیا کہ حضرت سَہْل کے بچپن میں حضورِ اکرم نے ان کا نام بھی رکھا اور کنیت بھی اسی طرح آپ علیہ السّلام نے اولاد ہونے سے پہلے ہی حضرت صُہَیْب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابویحییٰ[28] اور عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبدُ الرحمٰن[29] اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کنیت اُمِّ عبدُ اللہ رکھی۔[30] معلوم ہوا کہ عورتیں بھی کُنیت رکھ یا رکھوا سکتی ہیں۔

کنیت شریعت کے مطابق ہونی چاہئے ناموں کی طرح کنیت میں بھی یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ اس کا معنیٰ اچھا ہو اور وہ شرعاً دُرست بھی ہو، اگر کوئی ایسی کُنیت رکھ چکا ہو جس کا معنیٰ اچھا نہ ہو یا وہ شرعاً دُرست نہ ہو تو اسے چاہئے کہ کسی صاحبِ علم بُزرگ سے تبدیل کروالے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ناموں کی طرح بعضوں کی کنیت بھی تبدیل فرمائی جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ہانی رضی اللہ عنہ اپنی قوم میں ابوالحَکَم کی کنیت سے پکارے جاتے تھے، رسول اکرم نے انہیں بلوا کر فرمایا: بے شک اللہ ہی حَکَمْ (فیصلہ فرمانے والا) ہے اور حُکْم کا اختیار اسی کو ہے، پھر انہیں ان کے بڑے بیٹے کے نام پر اَبُوشُرَیْح کی کنیت عطا فرمائی۔[31]

---

(1) اسد الغابۃ، 5/101، رقم: 4738 ملخصاً (2) الاصابۃ، 5/21، رقم: 6207 ملخصاً (3) مسلم، ص 912، حدیث: 5612 ملخصاً (4) مسلم، ص 912، حدیث: 5615 (5) طبقات ابن سعد، 8/325 (6) مسند امام احمد، 7/246، حدیث: 20093 ملخصاً (7) الاستیعاب، 2/217 (8) اسد الغابۃ، 5/164 ملخصاً - الاصابۃ، 6/501 ملخصاً (9) اسد الغابۃ، 5/486 (10) اسد الغابۃ، 6/300 (11) ترمذی، 4/382، حدیث: 2848 (12) بخاری، 4/152، حدیث: 6193 (13) اسد الغابۃ، 6/337 (14) بخاری، 4/152، حدیث: 6191 ملخصاً (15) فتح الباری، 11/486، تحت الحدیث: 6192 ملخصاً (16) مسلم، ص 910، حدیث: 5605 ملخصاً (17) مسلم، ص 761، حدیث: 4628 ملخصاً (18) جمع الجوامع، 15/551، حدیث: 15102 ملخصاً (19) اسد الغابۃ، 3/467 ملخصاً (20) اسد الغابۃ، 1/387 (21) اسد الغابۃ، 3/525 (22) سبل الہدی و الرشاد، 6/352 (23) طبقات ابن سعد، 8/324 (24) عمدۃ القاری، 12/354، تحت الحدیث: 4393 ملخصاً (25) بخاری، 4/155، حدیث: 6204 (26) اسد الغابۃ، 3/341 (27) الاصابۃ، 4/64 ملخصاً (28) ابن ماجہ، 4/220، حدیث: 3738 ماخوذاً (29) عمدۃ القاری، 15/323 (30) ابن ماجہ، 4/221، حدیث: 3739 (31) ابوداؤد، 4/376، حدیث: 4955۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خواتین پر احسانات

Favours of Rasoolullah صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم on women

مولانا عدنان چشتی عطّاری مَدَنی*

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد سے پہلے عورتوں کے ساتھ کئے جانے والے سلوک کے تصور سے ہی بدن پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ کسی کے ہاں بیٹی کی ولادت ہو جاتی تو غم و غصّے کے مارے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا، غصے کی آگ بجھانے اور شرمندگی مٹانے کے لئے اس ننھی کلی کو ”زندہ ہی دفن“ کر دیا جاتا۔ اگر اِسے زندہ رہنے کا موقع مل بھی جاتا تو وہ زندگی بھی کسی عذاب سے کم نہ ہوتی، جانوروں کی طرح مارنا پیٹنا، بدن کے اعضا کاٹ دینا، میراث سے محروم کر دینا، پانی کے حصول کے لئے دریاؤں کی بھینٹ چڑھا دینا عام سی بات تھی۔ کہیں باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اپنی ہی ماں کو لونڈی بنالیتا، کہیں مالِ وراثت کی طرح اسے بھی بانٹ لیا جاتا۔ عورت ایک ”نوکرانی“ اور نفسانی خواہشات پورا کرنے کا ”آلہ“ ہی سمجھی جاتی۔ بے بسی کے اس عالَم میں لاچار عورتوں کی مدد اور ان کے غموں کا مُداوا کرنے والا کوئی نہ تھا۔ بالآخر سالوں سے جاری ظلم وستم کی اندھیری رات ختم ہوئی اور بی بی آمنہ کے لال، جنابِ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دنیا میں جلوہ فرما ہوئے۔ آپ نے عورت کو عزّت و شرف کا وہ بلند مقام عطا کیا، جو صرف آپ ہی کا خاصہ ہے۔ آپ نے عورت کے ہر کردار یعنی بیٹی، بہن، ماں، بیوی وغیرہ کے حقوق کی حفاظت فرمائی اور ان پر رہتی دنیا تک کے لئے احسانات فرمائے۔

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بیٹی پر احسانات

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری سے پہلے بیٹی کو منحوس، بوجھ اور ذلت ورُسوائی کا سبب سمجھا جاتا تھا، بیٹی کی پیدائش کا سُن کر غصے کے مارے باپ کا منہ سیاہ ہو جاتا۔[1] کوئی اس ننھی جان کو قتل کر کے کتّے کو کھلا دیتا۔[2] تو کوئی زندہ دفن کر دیتا، جیسا کہ ایک شخص نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے اپنی زندہ بیٹی کو کنویں میں پھینکنے کا اقرار کیا۔[3] ایک نے زمانۂ جاہلیت میں اپنی آٹھ بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے پر ندامت کا اظہار کیا۔[4]

حضرت صعصعہ بن ناجیہ رضی اللہُ عنہ دروازۂ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر کلمہ پڑھنے آئے تو انہوں نے بتایا کہ دورِ جاہلیت میں ایک مرتبہ ان کے اونٹ گم ہو گئے، وہ انہیں تلاش کرتے کرتے ایک جگہ پہنچے جہاں ایک بوڑھا شخص ان کے اونٹوں کو لئے بیٹھا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ابھی اونٹوں کی بات کر ہی رہا تھا کہ اس بوڑھے کو ایک بچے کی ولادت کی خبر ملی، اس نے پوچھا کہ کیا پیدا ہوا؟ اگر بیٹا ہے تو ہم اسے اپنے ساتھ شریک کریں گے اور اگر بیٹی ہے تو اسے دفن کر دیں گے۔ حضرت صعصعہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا کہ میں تم سے

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث المدینۃ العلمیہ، کراچی

یہ نومولود بچی خریدنا چاہتا ہوں، چنانچہ کچھ بحث کے بعد انہوں نے وہ بچی تین اونٹوں کے بدلے میں خرید لی۔ پھر وقت گزرتا گیا اور اسلام آ گیا۔ اس دوران میں نے تین سو ساٹھ 360 نومولود بچیوں کو دو، دو اونٹوں کے بدلے میں خرید کر قتل ہونے سے بچایا۔[5] اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ بیٹی کی ولادت پر کس قدر ظلم ہوتے تھے۔

رسولِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بیٹی پر ہونے والے ان مظالم کا راستہ بند کیا اور بیٹی کو عظمت و رفعت سے نوازا۔ بیٹی پر کیسا عظیم احسان فرمایا کہ انبیا کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی بیٹی خاتونِ جنّت بی بی فاطمۃ الزہراء کی تعظیم کے لئے بنفسِ نفیس کھڑے ہو جاتے، ہاتھ چومتے اور اپنی مسند پر بٹھاتے ہیں۔[6] یہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی ہیں کہ جنہوں نے بیٹی کی خوش دلی سے پرورش کرنے اور بیٹے کو بیٹی پر فضیلت نہ دینے والے کو جنّت میں داخلے کی خوشخبری دی ہے۔[7] تین بیٹیوں کا خیال رکھنے، اچھی رہائش دینے اور ان کی کفالت کرنے والے پر جنّت واجب ہونے کی بشارت عطا فرمائی ہے بلکہ یہی نوید دو اور ایک بیٹی پر بھی عطا فرمائی۔[8] بیٹیوں کی اچھی پرورش کے صلے میں جنّت میں اپنی رفاقت کی خوشخبری دی ہے۔[9] بیٹیوں کو خوش رکھنے والے کو اللہ کریم کی رضا و خوشی کی نوید سنائی ہے۔[10]

کیا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس قدر احسانات کے باوجود کوئی بیٹی اپنے محسن اور شفیق نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات سے روگردانی کرنے کی نادانی کر سکتی ہے! نہیں ہرگز نہیں کیونکہ نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بیٹی کو وہ عزت، مقام و مرتبہ اور فضیلت عطا فرمائی ہے کہ اگر ساری دنیا کی بیٹیاں اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس احسان کا شکر ادا کرتی رہیں پھر بھی اس کا حق ادا نہیں کرسکتیں۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ماں پر احسانات

ماں وہ پاکیزہ رشتہ ہے کہ جس کا خیال آتے ہی ایثار، قُربانی، وفاداری اور شفقت و مہربانی کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے لیکن افسوس! حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے محبّت و رَحمت کی پیکر ماں کو زمانۂ جاہلیت نے اذیّتوں اور دُکھوں کے سوا کچھ نہ دیا۔

اسلامی تعلیمات سے دور، غیر اِسلامی مُعاشَروں میں آج بھی ماں کی حالت دورِ جاہلیت کے رَوَیّوں سے زیادہ مختلف نہیں۔ جس ماں نے 9 مہینے تک خونِ جگر سے بچے کی پرورش کی، اس کی ولادت کی تکلیفوں کو برداشت کیا، ولادت کے بعد اس کی راحت کے لئے اپنا آرام و سکون نچھاور کیا اُس ماں کو گھر میں عزّت کا مقام دینے کی بجائے نہ صرف اس کی خدمت سے جی چرایا بلکہ کُتّوں کو اپنے ساتھ بستر پر جگہ دے کر ماں کو اولڈ ہاؤس (Old House) کے سپرد کر دیا ہے جبکہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیارے دینِ اِسلام میں عورت بحیثیتِ ماں ایک مُقدّس مقام رکھتی ہے۔ عورت پر ماں کی حیثیت میں بھی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بے شمار احسانات ہیں۔ آپ نے ماں کے قدموں تلے جنّت ہونے کی بشارت دی۔[11]

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے محبت و شفقت سے ماں یا باپ کے چہرے پر ڈالی جانے والی ہر نظر کے بدلے مقبول حج کی بشارت عطا فرمائی۔[12]

آپ نے اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے آنے پر اُن کے لئے اپنی مُبارَک چادر بچھادی۔[13]

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے تین بار یہ پوچھنے پر کہ میرے حُسنِ سُلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ تین بار فرمایا: تیری ماں، چوتھی بار اسی سوال کے جواب میں فرمایا: تیرا باپ۔[14]

حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ماؤں پر احسانات کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عَون رحمۃُ اللہِ علیہ نے والدہ کے سامنے آواز اُونچی ہو جانے پر دو غلام آزاد کئے۔[15] مشہور تابعی بزرگ حضرت طَلْق رحمۃُ اللہِ علیہ اُس مکان کی چھت پر

تعظیماً نہ چلتے جس کے نیچے ان کی والدہ ہوتیں۔[16]

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ان احسانات کی قدر کرتے ہوئے ہر "ماں" کو چاہئے کہ خود بھی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات پر عمل کرے اور اپنی اولاد کو بھی علمِ دین کے زیور سے آراستہ کرے۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بہن پر احسانات

رسولِ رحمت، مالکِ جنّت جنابِ محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد سے پہلے ماں اور بیٹی کی طرح "بہن" کے ساتھ بھی کوئی اچھا سُلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ عورتوں کے سب سے بڑے خیر خواہ، مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھائیوں کو بہنوں کی عزّتوں کا رَکھوالا یوں بنایا: "جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں اور اس نے ان کے ساتھ حُسنِ سُلوک کیا اور ان کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرتا رہا تو اسے جنّت ملے گی۔"[17] بلکہ ایک مرتبہ تو چاروں انگلیاں جوڑ کر جنّت میں رفاقت کی خوشخبری سنائی: ایسا شخص جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا۔[18]

اسی طرح نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہنوں پر خَرْچ کو دوزخ سے رُکاوٹ کا یوں سبب بتایا: جس نے اپنی دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو رشتہ دار بچیوں پر اللہ پاک کی رضا کے لئے خرچ کیا یہاں تک کہ اللہ پاک نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا تو وہ اُس کے لئے آگ سے پردہ ہو جائیں گی۔[19]

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی رَضاعی (دودھ شریک) بہن حضرت شیماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ یوں حُسنِ سُلوک فرمایا: 1 اُن کے لئے قیام فرمایا (یعنی کھڑے ہوئے)[20] 2 اپنی مُبارَک چادر بچھا کر اُس پر بٹھایا اور 3 فرمایا: مانگو، تمہیں عطا کیا جائے گا، سفارش کرو، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔[21] اس مثالی کرم نوازی کے دوران آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مُبارَک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے 4 یہ بھی فرمایا: اگر چاہو تو عزّت و تکریم کے ساتھ ہمارے پاس رہو 5 واپس جانے لگیں تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تین غلام اور ایک لونڈی نیز ایک یا دو اونٹ بھی عطا فرمائے 6 جب جِعْرَانہ میں دوبارہ انہی رَضاعی بہن سے ملاقات ہوئی تو بھیڑ بکریاں بھی عطا فرمائیں۔[22]

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اپنی رَضاعی بہن سے حُسنِ سُلوک ہر بھائی کو یہ اِحساس دِلانے کے لئے کافی ہے کہ بہنیں کس قدر پیار اور حُسنِ سُلوک کی مستحق ہیں۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے شادی شدہ عورتوں پر احسانات

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد سے قبل طرح طرح کے مظالم کا شکار ہونے والی عورتوں میں ایک رشتہ بیوی کا بھی تھا۔ رسولِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بیوی کے رشتہ پر اس قدر احسانات فرمائے کہ نکاح کے ذریعے عورت سے قائم ہونے والے رشتے کو مَرد کے آدھے ایمان کا محافظ قرار دیا۔[23]

بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والے کو بہترین شخص قرار دیا۔[24] ایک شخص نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پوچھا: شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب (مَرد) کھائے تو اُسے (بھی) کھلائے، جب لباس پہنے تو اسے بھی پہنائے اور چہرے پر ہر گز نہ مارے، اسے بُرا بھلا (یا بدصورت) نہ کہے اور (اگر سمجھانے کے لئے) اس سے علیحدگی اختیار کرنی ہی پڑے تو گھر میں ہی (علیحدگی) کرے۔[25]

نیک بیوی کو مؤمن کے لئے خوفِ الٰہی کے بعد سب سے بڑی نعمت قرار دیا۔[26]

یہ والیِ امّت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا عورتوں پر احسان ہے کہ انہیں کھانے کو حلال اور پینے کو دودھ کی نعمت نصیب ہے ورنہ اسلام سے پہلے عورتوں کو ان نعمتوں سے بھی محروم کر دیا جاتا تھا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اہلِ عرب "دودھ" کو اپنی عورتوں کے لئے حرام قرار دیتے تھے، اِسے صرف مرد ہی پیا کرتے تھے، اسی طرح جب کوئی بکری نَر بچہ جنتی تو وہ ان کے مَردوں کا ہوتا اور اگر بکری پیدا ہوتی تو وہ اسے ذبح نہ کرتے، یونہی چھوڑ دیتے

تھے اور اگر مردہ جانور ہوتا تو (اُس حرام جانور کو کھانے میں) سب شریک ہوتے۔ اللہ پاک نے مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔[27] اس طرح کے سینکڑوں احسانات کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہر عورت ماں ہو یا بیوی، بہن ہو یا بیٹی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک تعلیمات کو دل و جان سے عزیز جانے اور ان ہی کے مطابق زندگی گزارنے کی بھرپور کوشش کرے۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عورت کے ہر رشتے کو عزّت بخشی اگر عورت بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، نانی یا دادی ہے تو اس کی کفالت پر فرمایا: جس نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو خالاؤں یا دو پھوپھیوں یا نانی اور دادی کی کفالت کی تو وہ اور میں جنت میں یوں ہوں گے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی کو ملایا۔[28]

اَلْغَرَض عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی حیثیّت سے جو عزّت و عظمت، مقام و مرتبہ اور اِحترام، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عطا فرمایا ہے، دنیا کے کسی قانون، مذہب یا تہذیب نے نہیں دیا۔ حضور جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس قدر اِحسانات کے ہوتے ہوئے کسی "خاتون" کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اسلامی تعلیمات کو چھوڑ کر اپنے لباس، چال ڈھال، بول چال، کھانے پینے، ملنے ملانے وغیرہ میں غیروں کے دیئے ہوئے انداز اپنائے! لہٰذا ہر خاتون کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی اللہ پاک اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِطاعت میں گزارے۔

---

(1) پ14، النحل:58 ماخوذاً (2) تفسیر طبری، 12/464، التکویر: تحت الآیۃ8 (3) دارمی، 1/14، حدیث:2 ملخصاً (4) کنز العمال، 1/231، جزء:2، حدیث:4687 (5) معجم کبیر، 8/76، حدیث:7412 (6) ابوداؤد، 4/454، حدیث:5217 (7) مستدرک، 5/248، حدیث:7428 (8) معجم اوسط، 4/347، حدیث: 6199 ملخصاً (9) مسند احمد، 4/296، حدیث:12500 ملخصاً (10) فردوس الاخبار، 2/263، حدیث:5830 ملخصاً (11) مسند الشہاب، 1/102، حدیث: 119 (12) شعب الایمان، 6/186، حدیث:7856 (13) ابوداؤد، 4/434، حدیث:5144 (14) بخاری، 4/93، حدیث:5971 (15) حلیۃ الاولیاء، 3/45، رقم:3103 (16) بر الوالدین، ص78 (17) ترمذی، 3/367، حدیث: 1923 (18) مسند احمد، 4/313، حدیث:12594 (19) مسند احمد، 10/179، حدیث:26578 ملتقطاً (20) سبل الھدیٰ والرشاد، 5/333 (21) دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/199، ملتقطاً (22) سبل الھدیٰ والرشاد، 5/333 ملتقطاً (23) معجم اوسط، 5/372، حدیث:7647 (24) ترمذی، 5/475، حدیث:3921 (25) ابن ماجہ، 2/409، حدیث:1850 (26) ابن ماجہ، 2/414، حدیث:1857 (27) تفسیر طبری، 5/357، الانعام:139 (28) معجم کبیر، 22/385، حدیث:959۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے دسمبر 2023ء
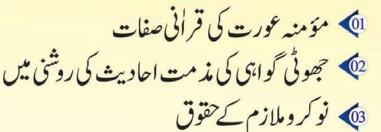
مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ: 20 ستمبر 2023ء

مضمون لکھنے میں مدد (Help) کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں

صرف اسلامی بھائی: +923012619734 صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِزدواجی زندگی

The marital life of Rasoolullah صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا سید بہرام حسین شاہ عطّاری مَدَنی*

شوہر اپنی بیوی کے ساتھ کیسا سلوک کرے اِس حوالے سے اللہ پاک کے آخری نبی، محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی **"بحیثیت شوہر"** ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ایک بہترین اور عظیم شوہر کے لئے جن خصوصیات کا تصور کیا جاسکتا ہے وہ ساری کی ساری خصوصیات ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ والا صفات میں کامل طور پر موجود تھیں۔ آیئے بحیثیت ایک عظیم اور بہترین شوہر کے آپ کی اِزدواجی زندگی کے چند پہلو ملاحظہ کیجئے۔

رہائش گاہوں کی تعمیر ایک شوہر پر بیوی کے حقوق میں سے بنیادی حق یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے رہنے سہنے، کھانے پینے اور پہننے کا مناسب اِہتمام کرے۔ ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب مدینۂ منورہ تشریف لائے تو مسجدِ نبوی کے ساتھ ہی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اَزواجِ مطہرات کے لئے مکان بنوائے۔ اُس وقت تک حضرت بی بی سَودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا نکاح میں تھیں اِس لئے دو ہی مکان بنوائے۔ جب دوسری اَزواجِ مطہرات آتی گئیں تو دوسرے مکانات بنتے گئے۔[1]

اخراجات کا اِہتمام ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم توکّل کے اعلیٰ ترین مَرتبے پر فائز تھے، آپ اپنی ذات کے لئے کچھ بچا کر رکھنا پسند نہ فرماتے تھے مگر اپنے اہل و عیال کے مُعاملے میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا طرزِ عمل یہ تھا کہ آپ ان کے لئے سال بھر کا غلہ جمع فرمادیتے تھے جیسا کہ امیرُ المؤمنین حضرت عمر رضی اللہُ عنہ بیان فرماتے ہیں: بنو نَضِیر کے اَموال اُن اَموال میں سے تھے جو اللہ پاک نے اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر لوٹادیئے تھے، مسلمانوں نے انہیں حاصل کرنے کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے تھے نہ اونٹ، یہ اَموال خاص طور پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تصرف میں تھے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان اَموال سے ایک سال کا خرچ نکال لیتے اور جو مال باقی بچتا اسے جہاد کی سواریوں اور ہتھیاروں کی تیاری پر خرچ کرتے تھے۔[2] اپنی بیوی پر خرچ کرنا اور اسے کھلانا پلانا جہاں شوہر کی ذِمّہ داری ہے وہاں شوہر کو اِس پر اَجر و ثواب بھی ملتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: تم اللہ پاک کی رضا کے لئے جو بھی خرچ کروگے اس پر اَجر پاؤگے، یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے اُس میں بھی اَجر ہے۔[3] کوئی شخص اپنی بیوی کو پانی پلائے تو اس میں بھی اَجر ہے۔[4] اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے والے دینار کو

* فارغ التحصیل جامعۃُ المدینہ
شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت، المدینۃ العلمیہ، کراچی

حدیثِ پاک میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے، غلام کو آزادی دلانے کے لئے خرچ کرنے اور مسکین پر خرچ کرنے سے زیادہ اجر و ثواب والا فرمایا گیا ہے۔(5)

محبت و اُلفت اِسلام سے قبل عورت کو ہمیشہ نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، اِس کی کوئی قدر و اَہمیت نہ تھی، اِسلام نے عورت کو اس کا حقیقی مقام دے کر عزت و عظمت سے نوازا اور اِس کی قدر و منزلت میں اِضافہ کرتے ہوئے اسے بہترین متاع قرار دیا ہے چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: دُنیا متاع (یعنی قابلِ اِستفادہ چیز) ہے اور دُنیا کی بہترین متاع نیک عورت (بیوی) ہے۔(6) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی اَزواجِ پاک سے محبت فرماتے اور اِس کا اِظہار بھی فرماتے چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا: مجھے اِن کی محبت عطا فرمائی گئی ہے۔(7) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اپنی اَزواج سے محبت و اُلفت کا یہ عالَم تھا کہ ان کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے اور کسی بھی حال میں انہیں اِحساسِ کمتری کا شکار نہ ہونے دیتے تھے اِس بات کا اَندازہ اِن اَحادیثِ مبارکہ سے کیجئے کہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مخصوص ایام میں، میں پانی پیتی پھر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دے دیتی تو جس جگہ میرا منہ لگا تھا حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وہیں دَہن مبارک رکھ کر پیتے اور مخصوص ایّام میں ہڈّی سے گوشت نوچ کر کھاتی پھر آپ کو دے دیتی تو آپ اپنا دَہن مبارک اُس جگہ رکھتے جہاں میرا منہ لگا تھا۔(8)

بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کیجئے زمانۂ جاہلیت میں بیویوں پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے اسے سُن کر ہی کلیجا منہ کو آتا ہے مگر بدقسمتی سے ہمارے مُعاشرے کی حالت بھی اس سے کچھ کم نظر نہیں آتی۔ بیوی کو تنگ کرنا، جبری طور پر مہر مُعاف کروانا، اس کے حقوق ادا نہ کرنا، ذہنی اَذِیتیں دینا، ناراض ہو کر عورت کو اس کے ماں باپ کے گھر بٹھا دینا، اپنے گھر میں رکھ کر بات چیت بند کر دینا، دوسروں کے سامنے ڈانٹ ڈپٹ کرنا، مارنا پیٹنا بلکہ قتل تک کر دینا، اَلغرض ظلم و ستم کی وہ کون سی صورت ہے جو ہمارے مُعاشرے میں نہیں پائی جاتی البتہ جو اسلامی تعلیمات پر صحیح طور عمل کرتے ہیں وہ ان نازیبا سرگرمیوں سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ اِسلام نے اِس سوچ کی حوصلہ شکنی کی اور بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ہمارا ربِّ کریم ارشاد فرماتا ہے: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ ترجمۂ کنز الایمان: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔(9) ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی اَزواجِ مُطہَّرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کرتے چنانچہ فرماتے ہیں: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے حق میں تم سب سے بہتر ہوں۔(10)

حقوق کی ادائیگی کا تقرر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اپنی اَزواجِ مطہرات کے ساتھ حُسنِ سلوک اور اچھائی کا یہ عالَم تھا کہ سب کی طرف یکساں توجہ فرماتے اور ان سب کو برابر وقت دیتے، چنانچہ حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سے رِوایت ہے کہ رَسُولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی اَزواج کے دَرمیان باری مقرر فرماتے ہوئے اِنصاف فرماتے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کرتے الٰہی! یہ میری تقسیم ہے اُس میں جس کا میں مالک ہوں پس تو مجھے اُس میں عتاب نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں۔(11)

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نو ازواج مطہرات تھیں، آپ جب ان میں ایام کی تقسیم فرماتے تو پہلی بیوی کے پاس نو دن کے بعد پہنچتے تھے، اس لئے ہر رات تمام ازواج مطہرات اس زوجہ کے ہاں اکٹھی ہو جاتی تھیں جہاں آپ قیام فرما ہوتے تھے۔(12)

قرعہ اندازی ”آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب سفر کا اِرادہ فرماتے تو اَزواج کے دَرمیان قرعہ ڈالتے تھے پھر ان میں سے جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔“(13) حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِس طرح (قرعہ ڈالتے) کہ ہر بی بی کا نام کاغذ کی پرچیوں پر لکھ کر ان کی گولیاں بنا کر کسی بچے کے ذَریعہ ایک گولی اُٹھواتے، اس میں جس کا نام نکل آتا، اس کو سفر میں لے جاتے، قرعہ ڈالنے کی اور بھی کئی صورتیں ہیں، مگر یہ زیادہ مُروَّج ہے۔(14)

گھریلو کام میں ہاتھ بٹانا ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شہنشاہِ کون و مکاں ہیں، اگر آپ چاہتے تو اِنتہائی شاہانہ اَنداز میں زندگی گزار سکتے تھے اور اپنی اَزواجِ مُطَہَّرات کو بھی دُنیا کی تمام راحتیں اور آسائشیں فراہم کرسکتے تھے، لیکن آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِنتہائی سادگی اور عاجزی کے ساتھ زندگی بسر فرمائی۔ آپ کی عاجزی کا یہ عالَم تھا کہ گھریلو کام کاج میں اپنی اَزواج کے ساتھ ہاتھ بٹاتے۔ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رَسُولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: رَسُولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے تھے پھر جب نماز کا وقت آجاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔[15]

سیرتِ مبارکہ کے اِس پہلو سے معلوم ہوا کہ شوہر گھریلو کام کاج میں اپنی بیوی کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اس کا ہاتھ بٹائے تو یہ کوئی بُری چیز نہیں اور نہ ہی عیب والی بات ہے بلکہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ثابت ہے مگر بدقسمتی سے ہمارے مُعاشرے میں اسے اچھا نہیں سمجھا جاتا بلکہ اگر کوئی مَرد گھر کے کام کاج میں بیوی کی دِلجوئی کرتے ہوئے اس کا ہاتھ بٹائے تو اسے ”زَن مُرید، جورو کا غلام“ اور نہ جانے کیا کیا نام دیئے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کا تو مزاج ہی بیوی پر حکم چلانے کا ہوتا ہے۔ وہ خود اُٹھ کر پانی بھی نہیں پیتے حالانکہ پانی پینے میں وقت ہی کتنا لگتا ہے، بیوی کو بھی اللہ پاک کی مخلوق سمجھ کر اس پر رحم کرنا چاہئے اور کبھی کبھی آرڈر دینے کے بجائے اسے بھی پانی پلا دینا چاہئے۔ حضرتِ سَیِّدُنا عِرباض بن سارِیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رَسُولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب کوئی شخص اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اسے اس کا اَجر دیا جاتا ہے۔“ تو میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے پانی پلایا اور جو کچھ میں نے رَسُولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سنا تھا، اسے بھی سنایا۔[16] بہرحال لوگوں کی باتوں پر توجہ دینے کے بجائے اللہ پاک کی رضا پانے اور ثواب کمانے کی نیت سے گھر کے کام کاج میں بیوی کا ہاتھ بٹانے سے نہ صرف بیوی کے دِل میں محبت بڑھے گی بلکہ گھر بھی اَمن کا گہوارہ بن جائے گا۔

خوش طبعی ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جس طرح اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خوش طبعی فرماتے اور مسکراتے تھے ایسے ہی اپنے گھر والوں کے ساتھ بھی پیش آتے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مزاح میں حق بات کے سِوا کچھ نہ ہوتا۔[17] حضرت سَیِّدُنا اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لوگوں میں سب سے بڑھ کر اپنی اَزواج کے ساتھ خوش طبع تھے۔[18]

پَردے کا حکم اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مُقَدَّس زمانہ نہایت ہی خیر و برکت والا زمانہ تھا اور اَزواجِ مُطَہَّرات یقیناً اُمَّت کی مائیں ہیں کوئی بھی شخص اِن کے بارے میں اپنے دِل میں بُرا خیال لانے کا تَصَوُّر بھی نہیں کرسکتا، اِس کے باوجود آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اَزواجِ مطہرات کو پَردہ کرنے کی تاکید فرماتے۔ اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے رِوایت ہے کہ وہ اور اُمُّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رَسُولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس حاضر تھیں، اِسی دَوران حضرت عبدُ اللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، چونکہ اُس وقت پَردے کا حکم نازل ہو چکا تھا چنانچہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: تم دونوں ان سے پَردہ کرلو۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارَسُولَ اللہ! یہ تو نابینا ہیں، نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی پہچان سکتے ہیں۔ رَسُولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں انہیں دیکھ نہیں رہی ہو؟[19]

اَزواج کو سلام کرنا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عادتِ کریمہ تھی کہ جس طرح آپ گھر سے باہر بچوں بڑوں سبھی کو سلام کرتے اور سلام کرنے میں پہل فرماتے اِسی طرح جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو اپنی اَزواج کو سلام فرماتے، ان کے لئے دُعائے خیر فرماتے اور ان کی مزاج پُرسی بھی فرماتے۔[20]

سیرتِ مبارکہ کے اِس پہلو سے معلوم ہوا کہ آدمی جب اپنے

گھر میں داخل ہو تو بیوی کو سلام کرے۔ افسوس! آج کل میاں بیوی کے آپس میں اتنے گہرے تعلقات ہوتے ہوئے بھی سلام جیسے عمدہ اخلاق سے محرومی دیکھنے کو ملتی ہے، حالانکہ سلام جس کو کیاجاتا ہے اس کے لئے سلامتی کی دُعا ہے، اِس سے روزی میں برکت ہوتی ہے اور گھر میں لڑائی جھگڑا بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گھر میں داخل ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ کر پہلے سیدھا قدم دَروازہ میں داخل کریں، پھر گھر والوں کو سلام کرتے ہوئے گھر کے اندر آئیں۔ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہیں۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا ہے کہ دِن کی اِبتدا میں جب پہلی بار گھر میں داخِل ہوتے ہیں تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم اور قُلْ هُوَ اللّٰه شریف پڑھ لیتے ہیں کہ اِس سے گھر میں اِتفاق بھی رَہتا ہے اور روزی میں بَرَکت بھی۔[21]

عبادت کیلئے جگانا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اَزواجِ مطہرات کی آخرت کی مزید بہتری کیلئے انہیں عبادات کا ذوق وشوق دِلاتے اور انہیں راتوں کو عبادت کے لئے جگاتے۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیدار ہوئے تو فرمایا: سبحٰن اللہ یعنی اللہ کی ذات پاک ہے! اس رات میں کیسے کیسے فتنے اتارے گئے اور کیسے کیسے خزانے کھولے گئے! حجرے والیوں کو جگاؤ۔[22] جب رَمضان کا آخری عشرہ آتا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عبادت میں بہت کوشش فرماتے، راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔[23]

مشاورت حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند اور صائبُ الرائے ہونے کے باوجود اپنی اَزواج کی رائے اور مشورے کو اَہمیت دیتے اور اسے قبول بھی فرماتے تھے۔ پہلی مرتبہ وحیِ اِلٰہی نازل ہونے کے موقع پر بھی آپ نے اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا۔[24] صلحِ حدیبیہ کے موقع پر اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی مُعاملہ فہمی، حکمتِ عملی اور بہترین مشورے نے اِصلاح کا بڑا کام کیا کہ اُس وقت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عمرہ کی اَدائیگی سے روکے جانے پر رنج و غم میں تھے اور کوئی بھی قربانی کرکے اپنا اِحرام کھولنے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں تھا تو آپ نے بارگاہِ رسالت میں یہ رائے دی کہ یارسولَ اللہ! آپ کسی سے کچھ بھی نہ فرمائیں اور خود اپنی قربانی ذبح کرکے اور حلق کرواکر اپنا اِحرام کھول دیں، چنانچہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایسا ہی کیا یہ دیکھ کر سب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی اپنی قربانیاں کرکے اور ایک دوسرے کا حلق کرکے اِحرام کھول دیا۔[25]

"گھریلو زندگی" اِنسانی زندگی کا وہ نمایاں پہلو ہے جس کے ذَریعے ایک اِنسان کی عملی اور اَخلاقی حالت کا صحیح اَندازہ لگایا جاسکتا ہے، شاید ہی کوئی شخص اِس پہلو کے اِعتبار سے کامل ہو، یہی وجہ ہے کہ عام لوگ اپنی زندگی کے اِس پہلو کو راز میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور کسی دوسرے کا اِس پر مُطّلع ہونا پسند نہیں کرتے۔ صرف نبیِ آخر الزماں، شہنشاہِ کون ومکاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارک ہے کہ جن کی زندگی کا یہ پہلو بھی سب پر آشکار، بے مثل و بے مثال اور لائقِ تقلید ہے۔ اللہ پاک نبیِّ رَحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کے صدقے ہمیں بھی اپنے اہل وعیال اور بالخصوص اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

(1) شرح الزرقانی علی المواہب، 2/185 ملتقطاً- سیرت مصطفٰی، ص182 (2) مسلم، ص747، حدیث: 4575 (3) بخاری، 1/439، حدیث: 1295 (4) مسند احمد، 6/85، حدیث: 17195 (5) مسلم، ص388، حدیث: 2311 (6) نسائی، ص527، حدیث: 3229 (7) مسلم، ص1016، حدیث: 6278 (8) مسلم، ص138، حدیث: 692 (9) پ4، النسآء: 19 (10) ابن ماجہ، 2/478، حدیث: 1977 (11) ترمذی، 2/374، حدیث: 1143 (12) مسلم، ص592، حدیث: 3628 (13) بخاری، 2/173، حدیث: 2593 (14) مراٰۃ المناجیح، 5/82 (15) بخاری، 1/241، حدیث: 676 (16) مجمع الزوائد، 3/300، حدیث: 4659 (17) ترمذی، 3/399، حدیث: 1997 (18) فیض القدیر، 5/229، تحت الحدیث: 6865 (19) ترمذی، 4/356، حدیث: 2787 (20) مسلم، ص571، حدیث: 3500، ص572، حدیث: 3502 ماخوذاً (21) مراٰۃ المناجیح، 6/9 ملخصاً (22) بخاری، 1/61، حدیث: 115 (23) بخاری، 1/663، حدیث: 2024 (24) بخاری، 1/8، حدیث: 3 ماخوذاً (25) بخاری، 2/227، حدیث: 2732۔

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں
Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا ابوشیبان عطاری مدنی*

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا حاجی محمد عمران عطّاری کا دورۂ افریقہ

ملاوی کے شہر بلنٹائر میں 1138 لوگوں نے اسلام قبول کرلیا

نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطّاری مُدَّظِلُّہُ العالی نے نیکی کی دعوت پھیلانے اور تنظیمی کاموں کا جائزہ لینے کیلئے جولائی 2023 میں ساؤتھ افریقہ کے دورے کے لئے روانہ ہوئے۔ ساؤتھ افریقہ کے مختلف ممالک کا سفر کرتے ہوئے آپ 14 جولائی 2023ء کو رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبدالحبیب عطّاری اور دیگر عاشقانِ رسول کے ہمراہ ملاوی (Malawi) پہنچے۔

اس موقع پر ملاوی کے شہر بلنٹائر (Blantyre) میں 16 جولائی 2023 کو دعوتِ اسلامی کے تحت سنتوں بھرا عظیمُ الشان اجتماع بھی منعقد کیا گیا جس میں کثیر غیر مسلم بھی شریک ہوئے، اجتماع میں نگرانِ شوری مولانا حاجی عمران عطّاری مُدَّظِلُّہُ العالی نے اسلامی تعلیمات پر مشتمل سنتوں بھرا بیان فرمایا اور غیر مسلموں کو قبولِ اسلام کی دعوت بھی دی جس کے نتیجہ میں 1138 غیر مسلموں نے قبولِ اسلام کیا، نگرانِ شوریٰ نے انہیں کلمہ طیبہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ خوشی کے اس موقع پر مفتی عبدالنبی حمیدی مُدَّظِلُّہُ العالی، رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبدالحبیب عطّاری، نگرانِ ملاوی مولانا محمد عثمان عطّاری مدنی اور دیگر ذمہ داران بھی موجود تھے۔

امیرِ اہلِ سنت کا 540 مساجد بنام "فیضانِ قراٰن" بنانے کا اعلان

ہم ہر مخالفت کا جواب دینی کام سے دیں گے، امیرِ اہلِ سنت

عیدالاضحیٰ کے موقع پر دنیا بھر میں جہاں مسلمان حکمِ خداوندی کے مطابق اپنی اپنی قربانی پیش کر رہے تھے وہیں فانی دنیا کے ایک حصے میں مسلمانوں کے دلوں کو تڑپانے اور اسلام دشمنی دکھانے کے لئے قراٰن پاک کا نسخہ نذرِ آتش کرکے اس کی بے حُرمتی کی گئی، اس بدترین حرکت پر دنیا بھر کے مسلمان سراپا احتجاج ہو کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔

دنیا بھر میں دینِ اسلام کی تعلیمات عام کرنے والی عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی بھی اپنے پُرامن انداز میں اس فعل کی مذمت کر رہی ہے، اس سلسلے میں امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ کی ترغیب پر 14 جولائی 2023ء کو دنیا بھر میں عاشقانِ رسول نے قراٰن پاک کی تلاوت کرکے "یومِ تلاوتِ قراٰن" منایا۔

15 جولائی 2023ء کی شب عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی سے براہِ راست (Live) ہفتہ وار مدنی مذاکرے میں اس دردناک، شرمناک اور غمناک واقعے کی مذمت اور عملی ردِّ عمل کے لئے بانیِ دعوتِ اسلامی شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے قراٰنِ پاک کے 540 رکوع کی نسبت سے دنیا بھر میں "فیضانِ قراٰن" نامی 540 مساجد بنانے کا اعلان کرتے ہوئے تمام عاشقانِ رسول کو اس کی ترغیب دلائی۔

دورانِ ترغیب امیرِ اہلِ سنت کا کہنا تھا کہ عاشقانِ قراٰن کہاں نہیں ہیں، ہم ہر مخالفت کا جواب دینی کام سے دیں گے، جو مسجد بنائے گا، اللہ پاک اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ آپ دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر پوری مسجد نہیں بنا سکتے تو آپ حصہ لے لیں، اللہ پاک کی رحمت سے امید ہے کیا معلوم آپ کا دیا ہوا ایک روپیہ ایک کروڑ سے بڑھ جائے، لہٰذا سب کو مل کر کوشش کرنا ہے، میری درخواست ہے مخیر حضرات آگے آئیں اور سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سمیت اپنے والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے مساجد تعمیر کروائیں۔

ترغیب دلاتے ہی دنیا بھر سے مساجد بنانے کے لئے عاشقانِ رسول کے پیغامات آنا شروع ہو گئے۔ اس موقع پر داتا صاحب کے شہر لاہور سے رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطّاری نے بھی 500 مساجد تعمیر کرنے کا ہدف بیان کرکے اپنی نیک نیتی ظاہر کی۔

امیرِ اہلِ سنّت کی ترغیب پر 14 جولائی یومِ تلاوتِ قراٰن کے طور پر منایا گیا

مسلمانوں نے تلاوت کے ذریعے قراٰن سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیا

قراٰن پاک کی حالیہ بے حُرمتی کی عملی مذمت کیلئے شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ کی جانب سے 14 جولائی 2023ء کو "یومِ تلاوتِ قراٰن" منانے کے اعلان و ترغیب پر عاشقانِ رسول نے بروز جمعہ تلاوتِ قراٰن کرکے قراٰنِ پاک سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا۔

15 جولائی 2023ء کی شب ہونے والے مدنی مذاکرے میں دنیا بھر میں پڑھے جانے والے قراٰنِ پاک کی اور پڑھنے والوں کی جو کارکردگی سامنے آئی اس کے مطابق ملک و بیرونِ ملک میں ایک پارہ پڑھنے والے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی تعداد: 9 لاکھ، 63 ہزار، 943 رہی جبکہ ہفتہ وار اجتماع میں ایک پارہ سننے والے اسلامی بھائیوں کی تعداد: 1 لاکھ، 29 ہزار، 275 رہی جبکہ مجموعی تعداد 10 لاکھ، 93 ہزار، 218 بنتی ہے۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

Monthly Magazine
Faizan-e-Madina
September 2023

ماہنامہ فیضانِ مدینہ ستمبر 2023ء

خوشبوئے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! مرحبا مرحبا!

از: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ

اللہ پاک کے پیارے اور آخری نبی، محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم جیسے حُسن و جمال میں بے مثال تھے ایسے ہی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی خوشبو بھی باکمال تھی، خادِمُ النَّبی حضرتِ سیّدُنا اَنَس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”حُضور پُرنُور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے مبارَک بدن کی خوشبو سے بڑھ کر میں نے کسی عَنبر، کستوری اور کسی چیز کو خوشبودار نہ پایا۔“ (مسلم، ص978، حدیث:6053) حضرت سیّدنا جابِر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے میرے رُخساروں پر ہاتھ پھیرا، میں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے مبارک ہاتھوں سے ایسی ٹھنڈک اور خوشبو پائی کہ گویا ابھی ابھی آپ نے عِطْر بیچنے والے کے صندوق (Box) سے اپنے ہاتھ کو باہَر نکالا ہے۔“ (مسلم، ص978، حدیث:6052)

رسولِ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے جسمِ پاک سے ایسی بھینی بھینی خوشبو (Light fragrance) آتی تھی کہ آپ کا جس گلی، بازار سے گزر ہوتا، لوگ جان لیتے کہ ابھی ابھی یہاں سے اللہ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم گزرے ہیں جیسا کہ حضرت سیّدنا جابِر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم جس راستے سے گزرتے پھر کوئی شخص اُس طرف سے گزرتا تو وہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پسینے کی خوشبو سے پہچان لیتا کہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم یہاں سے گزرے ہیں۔“ (التاریخ الکبیر للبخاری، 1/372، رقم:1273)

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ کتنے پیارے انداز سے بارگاہِ رسالت میں عرض کر رہے ہیں:

عَنبر زمیں عَبیر ہوا مُشک تَر غُبار! ادنیٰ سی یہ شناخت تِری رہ گزر کی ہے (حدائقِ بخشش، ص225)

”عَنبر“ بہت قیمتی خوشبو ہے اور یہ ایک مچھلی سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ”عَبِیر“ بھی ایک مشہور خوشبودار پاؤڈر ہے جو چند خوشبوؤں اور صَندل وغیرہ سے ملا کر تیار کیا جاتا ہے اور کپڑوں پر چھڑکا جاتا ہے، جیسے آج کل باڈی اسپرے آتے ہیں۔ ”مُشک“ بھی ایک خاص خوشبو ہے جو کہ مخصوص ہرن کی ناف (Navel) سے حاصل ہوتا اور بہت قیمتی ہوتا ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہ علیہ کے شعر کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ پاک کے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اگر کسی جگہ سے گزریں، تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے گزرنے کی ایک چھوٹی سی نشانی یہ ہے کہ وہ زمین اور وہاں کی ہوا، بہترین خوشبو ”مُشک، عَنبر و عَبیر“ سے بھی زیادہ خوشبودار ہو جاتی ہے۔

گزر تیرا ہوا ہے جو گلی سے تری خوشبو سے ہر ذَرّہ بسا ہے (سامانِ بخشش، ص216)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ علٰی مُحَمَّد

(نوٹ: یہ مضمون 6 ربیعُ الاوّل 1442ھ کو عشا کی نماز کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے (Ep:1785) کی مدد سے تیار کرنے کے بعد امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ سے نوک پلک درست کروا کے پیش کیا گیا ہے۔)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net

ISBN 978-969-631-974-0
0125764